لا اله الا الله محمد رسول الله
اہلِ حدیث
ایک صفاتی نام
تصنیف
حافظ زبیر علی زئی
مکتبہ اسلامیہ

اہلِ حدیث
ایک صفاتی نام
تصنیف
حافظ زبیر علی زئی
مکتبہ اسلامیہ

کتاب ------------------ اہل حدیث ایک صفاتی نام

تصنیف ------------------ حافظ زبیر علی زئی

ناشر ------------------ محمد سرور عاصم

اشاعت اول ------------------ جنوری 2013ء

قیمت ------------------

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973 فیکس: 042-37232369

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

مکتبۃ الحدیث حضرو اٹک فون: 057-2310571

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسوله الأمین، أما بعد:

طائفہ منصورہ، فرقۂ ناجیہ اور اہلِ حق کا صفاتی نام اہلِ حدیث ہے۔ یہ وہ عظیم لوگ ہیں جو ہر دور میں موجود رہے اور قیامت تک رہیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((لا تزال طائفة من أمتي منصورين لا يضرهم من خذلهم حتّی تقوم الساعة.))** میری امت میں قیامت تک ہمیشہ ایسا گروہ رہے گا جسے (اللہ تعالیٰ کی) مدد حاصل رہے گی، جو انھیں چھوڑ دے گا وہ انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (سنن ابن ماجہ: ٦ واللفظ لہ، سنن ترمذی: ۲۱۹۲ وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: **" إن لم تكن هذه الطائفة المنصورة أصحاب الحديث فلا أدري من هم "** اگر یہ طائفہ منصورہ اصحاب الحدیث (اہلِ حدیث) نہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ۲ وسندہ حسن)

امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حدیث کی تفسیر میں بڑی عمدہ بات کی ہے کہ طائفہ منصورہ جسے قیامت تک (بے یار و مددگار) نہیں چھوڑا جائے گا اصحاب الحدیث ہی کا گروہ ہے۔ اس تاویل (تفسیر) کا حقدار ان (اہلِ حدیث) سے بڑھ کر کون ہے جو نیک لوگوں کے راستے پر چلے، آثارِ سلف کی پیروی کی اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ذریعے سے مخالفین و اہلِ بدعت (کے سامنے ڈٹ گئے اور ان) کا ناطقہ بند کر دیا۔ سبزہ زار اور مرغوبات کی پُرعیش زندگی پر صحراء بے آب و گیاہ کے سفروں کو ترجیح دی اور اہلِ علم و اخبار کی صحبت کی خاطر سفری صعوبتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۱۲)

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا: " هم أصحاب الحديث"
یعنی طائفہ منصورہ سے مراد اہلِ حدیث ہیں۔ (دیکھئے سنن الترمذی: ۲۱۹۲ وغیرہ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے طائفہ منصورہ کے بارے میں فرمایا: "يعني أهل الحديث"
(مسئلۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷ وسندہ صحیح)

امام ابن حبان نے درج بالا حدیث پر یوں باب باندھا ہے: " ذكر اثبات النصرة لأصحاب الحديث إلٰى قيام الساعة " یعنی اہلِ حدیث کے لئے قیامت تک نصرت (مدد) کے اثبات کا بیان۔ (صحیح ابن حبان ج ا ص ۲۶۱ ح ۶۱)

ابوعبداللہ محمد بن مفلح المقدسی نے فرمایا: " أهل الحديث هم الطائفة الناجية القائمون على الحق" اہلِ حدیث ناجی گروہ ہے جو حق پر قائم ہے۔ (الآداب الشرعیہ ۱/ ۲۱۱)

امام حفص بن غیاث اور امام ابوبکر بن عیاش رحمہما اللہ کے قول کی تصدیق وتائید کرتے ہوئے امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں نے سچ کہا ہے کہ اصحاب الحدیث بہترین لوگ ہیں اور ایسے کیوں نہ ہوں، انھوں نے (کتاب وسنت کے مقابلے میں) دنیا کو مکمل طور پر اپنے پیچھے پھینک دیا ہے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۱۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم عليّ صلٰوة.))

قیامت کے دن وہ لوگ سب سے زیادہ میرے قریب ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود پڑھتے ہیں۔ (سنن ترمذی: ۴۸۴ وسندہ حسن)

چونکہ اہلِ حدیث کے بچے بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے گہرا شغف اور قلبی لگاؤ ہے۔ وہ قیاس آرائیوں اور فقہی موشگافیوں کی بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی بیان کرنے میں سعادت جانتے ہیں، چنانچہ امام ابوحاتم ابن حبان البستی رحمہ اللہ نے درج بالا حدیث سے ایک اہم مسئلہ ثابت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا:

اس حدیث میں دلیل ہے کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب اہلِ حدیث

ہوں گے، کیونکہ اس امت میں کوئی گروہ ان (اہلِ حدیث) سے زیادہ آپ ﷺ پر دُرود نہیں پڑھتا۔ (صحیح ابن حبان:۹۱۱)

اس قدر فضائل ومناقب کے باوجود بعض لوگ اہلِ حدیث کی مخالفت، ان پر طعن و تشنیع اور تمسخر وتحقیر اپنا موروثی حق سمجھتے ہیں۔ شاید ایسے ہی لوگوں کے بارے میں امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا: "**لیس فی الدنیا مبتدع إلا و ھو یبغض أھل الحدیث**" دنیا میں کوئی ایسا بدعتی نہیں ہے جو اہلِ حدیث سے بغض نہیں رکھتا۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم:٦ وسندہ صحیح)

امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمیں سفر وحضر میں جتنے لوگ ایسے ملے جو الحاد وبدعت کی طرف منسوب تھے وہ طائفہ منصورہ (اہلِ حدیث) کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انھیں حشویہ کے نام سے پکارتے تھے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص۱۱۵)

جبکہ ہم ان لوگوں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ

"**أھل الحدیث ھمو أھل النبي و إن لم یصحبوا نفسه أنفاسه صحبوا**"

اہلِ حدیث ہی آلِ رسول ہیں اگرچہ وہ نبی ﷺ کی صحبت حاصل نہیں کر سکے، لیکن وہ آپ کے معطر سانسوں کے مرکب الفاظ سے مستفید ہوتے آرہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے جو اہلِ حدیث کے صفاتی نام کے بارے میں پیدا ہونے والے اشکالات و اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ یہ اس لحاظ سے بڑی جامع اور منفرد کتاب ہے کہ ہر بات مستند، مدلّل اور باحوالہ ہے۔

اللہ رب العزت محترم حافظ صاحب حفظہ اللہ کو صحت وتندرُستی والی لمبی عمر سے نوازے اوران سے اسی طرح علمی وتحقیقی کام کراتا رہے۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر

(۱۲/شعبان ۱۴۳۳ھ)

اہلِ حدیث ایک صفاتی نام: تعارف

الحمد لله ربّ العالمين و الصّلوٰة و السّلام علٰى خاتم النبيين أي آخر النبيين و رضي الله عن أصحابه و آله أجمعين و رحمة الله على التابعين و أتباع التابعين و من تبعهم باحسان إلٰى يوم الدين، أما بعد:

مسلمانوں کے بہت سے صفاتی نام ہیں مثلاً مومنین، عباداللہ اور حزب اللہ وغیرہ، نیز صحابہ، تابعین، تبع تابعین، مہاجرین وانصار وغیرہ۔ اسی طرح ان صفاتی ناموں میں اہلِ سنت اور اہلِ حدیث القاب زمانۂ خیر القرون سے ثابت ہیں اور مسلمانوں میں ان کا استعمال بلاانکار ونکیر جاری وساری ہے، بلکہ اس کے جواز پر اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔

اہلِ سنت اور اہلِ حدیث دو مترادف صفاتی نام ہیں، جن سے صحیح العقیدہ مسلمانوں یعنی طائفہ منصورہ وفرقہ ناجیہ کی پہچان ہوتی ہے۔

اہلِ حدیث کے صفاتی نام اور پیارے لقب سے دو قسم کے صحیح العقیدہ مسلمان مراد ہیں:

۱) محدثین کرام۔

۲) محدثین کے عوام یعنی حدیث پر عمل کرنے والے عام لوگ۔

اول الذکر کے بارے میں عرض ہے کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م ۷۲۸ھ) نے محدثین کرام کو اہلِ حدیث کہا ہے۔ (دیکھئے مجموع فتاویٰ ج ۴ ص ۹۵)

امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ نے ایک راوی کے بارے میں فرمایا:

وہ اہلِ حدیث میں سے نہیں تھا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری ۶/ ۴۲۹، الجرح والتعدیل ۶/ ۳۰۳)

ثابت ہوا کہ صرف راویانِ حدیث کو اہلِ حدیث نہیں کہا جاتا بلکہ صحیح العقیدہ راویانِ حدیث یعنی محدثین کو اہلِ حدیث کہا جاتا ہے۔

ایک مقام پر حافظ ابن حبان نے اہلِ حدیث کی تین نشانیاں بیان کی ہیں:

۱: وہ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔

۲: سنت (یعنی حدیث) کا دفاع کرتے ہیں۔

۳: اور سنت کے مخالفین کا قلع قمع کرتے ہیں۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۱۲۹، دوسرا نسخہ: ۶۱۶۲)

اہلِ حدیث کے مشہور دشمن اور ایک تکفیری خارجی جماعت: ''جماعت المسلمین رجسٹرڈ'' کے بانی مسعود احمد بی ایس سی نے صاف صاف لکھا ہے:

''ہم بھی محدثین کو اہل الحدیث کہتے ہیں۔'' (الجماعۃ القدیمہ بجواب الفرقۃ الجدیدہ ص ۵)

حیاتی دیوبندیوں کے ''امام'' سرفراز خان صفدر گکھڑوی نے لکھا ہے:

''اہلحدیث سے وہ حضرات مراد ہیں جو حدیث کے حفظ و فہم اور اس کے اتباع و پیروی کے جذبہ سے سرشار اور بہرہ ور ہوں۔'' (طائفہ منصورہ ص ۳۸، نیز دیکھئے الکلام المفید ص ۱۳۹)

اس کے بعد مزید بحث کرتے ہوئے سرفراز خان صاحب نے لکھا ہے:

''اس سے آشکارا ہو گیا کہ ہر وہ شخص اہل حدیث ہے جس نے تحصیل اور طلبِ حدیث کا اہتمام کیا ہو اور حدیث کے لئے سعی اور کاوش کی ہو عام اس سے کہ وہ حنفی ہو یا مالکی، شافعی ہو یا حنبلی، حتیٰ کہ شیعہ ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی اہل حدیث ہے۔'' (طائفہ منصورہ ص ۳۹)

اس عبارت میں خان صاحب نے محدثین کرام کو اہل حدیث کہا ہے، لیکن انھوں نے شیعہ وغیرہ کو بھی اہلِ حدیث قرار دیا ہے جو کہ دلائل کی روشنی میں باطل بلکہ ابطل الاباطیل ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ

ادوار کے لحاظ سے محدثین کرام کی کئی جماعتیں ہیں۔ مثلاً

۱: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

حاجی امداد اللہ کے خلیفۂ مجاز محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ بانی: جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن نے لکھا ہے:

''حالانکہ اہل حدیث کل صحابہ تھے کیونکہ فن حدیث کی ابتداء انھی سے تھی اس لئے کہ انھی

حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث لیکر دست بدست اُمت کو پہنچا دیا پھر ان کے اہل حدیث ہونے میں کیا شبہ"

(حقیقۃ الفقہ حصہ دوم ص ۲۲۸ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

یہاں بطورِ تحدیثِ نعمت و امتنان عرض ہے کہ یہ کتاب مجھے قاری عبدالقیوم ظہیر حفظہ اللہ نے تحفتاً دی ہے۔ جزاہ اللہ خیراً

دیو بندیوں کے مشہور عالم اور کئی کتابوں کے مصنف محمد ادریس کاندھلوی لاہوری نے لکھا ہے: "اہل حدیث تو تمام صحابہ تھے مگر فتوے اہل الرائے ہی دیتے تھے۔ بعد میں یہ لقب امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کا ہو گیا اور اس زمانہ کے تمام اہلحدیث نے امام ابو حنیفہ کو امام اہل الرائے کا لقب دیا..."

(اجتہاد اور تقلید کی بیمثال تحقیق ص ۴۸، شائع کردہ علمی مرکز، انارکلی لاہور۔ مغربی پاکستان)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ کے زمانے میں اہلِ حدیث موجود تھے۔

۲: صحیح العقیدہ تابعین، تبع تابعین ومن بعدھم

یہ کہنا کہ شیعہ اور اہل بدعت بھی اہلِ حدیث ہیں، کئی وجہ سے غلط و باطل ہے، مثلاً:

۱: ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ طائفۂ منصورہ ہمیشہ غالب رہے گا۔ الخ

اس کی تشریح میں امام بخاری، امام علی بن المدینی اور امام احمد بن حنبل وغیرہم نے فرمایا: یہ اہل حدیث ہیں۔

(ملخصاً، دیکھئے مسالۃ الاحتجاج بالشافعی ص ۴۷، سنن ترمذی: ۲۲۲۹، معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ۲)

اور یہ کہنا بالکل باطل بلکہ ابطل الاباطیل ہے کہ شیعہ اور اہلِ بدعت بھی طائفہ منصورہ ہیں۔

۲: امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا میں کوئی ایسا بدعتی نہیں جو اہلِ حدیث سے بغض نہیں رکھتا۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۴)

اس سنہری قول سے صاف ظاہر ہے کہ اہلِ حدیث علیحدہ گروہ ہے اور اہلِ بدعت علیحدہ گروہ ہے۔

۴: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب میں اہلِ حدیث میں سے کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو گویا میں نبی ﷺ کو زندہ دیکھتا ہوں۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۸۵)

یعنی اہلِ حدیث کے ذریعے سے نبی ﷺ کی دعوت زندہ ہے۔

اگر اہلِ حدیث سے شیعہ اور بدعتی بھی مراد لئے جائیں تو کیا امام شافعی رحمہ اللہ شیعوں، معتزلیوں، جہمیوں، مرجیوں اور قسماقسم کے بدعتیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے؟!

۵: احمد بن علی لاہوری دیوبندی نے اپنے ملفوظات میں فرمایا:

''میں قادری اور حنفی ہوں۔ اہل حدیث نہ قادری ہیں اور نہ حنفی مگر وہ ہماری مسجد میں ۴۰ سال سے نماز پڑھ رہے ہیں میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں۔'' (ملفوظات طیبات ص ۱۱۵، دوسرا نسخہ ص ۱۲۶)

اس ملفوظ سے پانچ باتیں ثابت ہیں:

اول: اہلِ حدیث حق پر ہیں۔

دوم: اہلِ حدیث صحیح العقیدہ مسلمانوں کا لقب ہے، لہٰذا شیعہ وغیرہ اہلِ حدیث نہیں، وہ تو اہلِ بدعت ہیں۔

سوم: اہلِ حدیث صرف محدثین کو ہی نہیں کہا جاتا، بلکہ محدثین کے عوام کو بھی اہل حدیث کہا جاتا ہے، ورنہ وہ کون سے محدثین تھے جو لاہوری صاحب کی مسجد میں چالیس سال سے نمازیں پڑھ رہے تھے۔

چہارم: انسان اگر حنفی یا قادری نہ ہو تو پھر بھی اہل حق میں سے ہو سکتا ہے۔

پنجم: سرفراز خان صفدر کا شیعہ کو اہل حدیث کہنا باطل ہے۔

اس طرح کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہے کہ محدثین کرام ہوں یا اُن کے عوام، اہل حدیث سے مراد اہلِ سنت یعنی صحیح العقیدہ لوگ ہیں اور اس لقب میں اہل بدعت ہرگز شامل نہیں بلکہ اہلِ بدعت تو اہلِ حدیث سے بغض رکھتے ہیں۔

ثانی الذکر (محدثین کرام کے عوام یعنی حدیث پر عمل کرنے والے عام لوگوں) کے بارے میں عرض ہے کہ بعض لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اہلِ حدیث سے مراد

صرف محدثین کرام ہیں اور عوام مراد نہیں، لہٰذا ایسے لوگوں کے رد کے لئے بیس (۲۰) حوالے پیشِ خدمت ہیں:

ا: بہت سے علمائے حق مثلاً امام احمد بن حنبل، امام علی بن المدینی اور امام بخاری وغیرہم نے اہلِ حدیث کو طائفہ منصورہ قرار دیا ہے۔ (مثلاً دیکھئے اہل حدیث ایک صفاتی نام ص ۲۰۔۲۱)

اسے مدِ نظر رکھ کر عرض ہے کہ یہ کہنا: صرف محدثین کرام طائفہ منصورہ ہیں اور ان کے عوام نہیں، یا صرف محدثین کرام جنت میں جائیں گے اور ان کے عوام باہر کھڑے رہیں گے، باطل ہے بلکہ اسلام کے ساتھ مذاق ہے۔

۲: حافظ ابن حبان نے اہلِ حدیث کے بارے میں فرمایا: وہ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کے مخالفین کا قلع قمع کرتے ہیں۔

(صحیح ابن حبان: ۶۱۲۹، دوسرا نسخہ: ۶۱۶۲)

یہ ظاہر ہے کہ اہلِ حدیث کے عوام بھی حدیثوں پر ہی عمل کرتے ہیں۔ الخ

۳: امام ابوبکر بن ابی داود رحمہ اللہ نے فرمایا: اور تُو اس قوم میں سے نہ ہونا جو اپنے دین سے کھیلتے ہیں (ورنہ) تو اہلِ حدیث پر طعن و جرح کر بیٹھے گا۔ (الشریعۃ للآجری ص ۹۷۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اہلِ حدیث کو بُرا کہتے ہیں وہ دین سے کھیلتے ہیں یعنی اہلِ بدعت ہیں اور یہ بھی ظاہر و باہر ہے کہ اہلِ بدعت صرف محدثین کرام سے ہی بغض نہیں رکھتے بلکہ اہلِ حدیث عوام سے بھی بہت زیادہ بغض رکھتے ہیں۔

امین اوکاڑوی دیوبندی نے ''غیر مقلد کی تعریف'' کے تحت لکھا ہے:

''لیکن جو شخص نہ امام ہو نہ مقتدی، کبھی امام کو گالیاں دے کبھی مقتدیوں سے لڑے یہ غیر مقلد ہے'' (تجلیات صفدر ۳/۳۷۷)

نیز اوکاڑوی نے دوسری جگہ لکھا ہے: ''اس لئے جو جتنا بڑا غیر مقلد ہوگا، وہ اتنا ہی بڑا گستاخ اور بے ادب بھی ہوگا'' (تجلیات صفدر ۳/۵۹۰)

اوکاڑوی نے مزید لکھا ہے: ''کہ ہر غیر مقلد اعجاب کل ذی رأی برأیہ کا مجسمہ

ہے اور موافق فرمان رسول اللہ ﷺ ایسے لوگوں پر توبہ کا دروازہ بند ہے۔“

(تجلیات صفدر ۶/۱۶۴)

یہ ہیں وہ عبارات اور اس طرح کے دوسرے حوالے، جن کی وجہ سے آلِ تقلید کا اہلِ حدیث کے خلاف غیر مقلد کا لفظ استعمال کرنا بالکل باطل و مردود ہے۔

۴: امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا میں کوئی ایسا بدعتی نہیں جو اہلِ حدیث سے بغض نہیں رکھتا۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴)

اور یہ ظاہر ہے کہ ہر اہلِ حدیث سے چاہے محدث و عالم ہو یا عوام میں سے ہو، تمام اہلِ بدعت بغض رکھتے ہیں اور طرح طرح کے نام رکھ کر مثلاً غیر مقلدین کہہ کر اہلِ حدیث کا مذاق اڑاتے ہیں۔

۵: حافظ ابن القیم نے اپنے مشہور قصیدے نونیہ میں فرمایا:

اے اہلِ حدیث سے بغض رکھنے والے اور گالیاں دینے والے، تجھے شیطان سے دوستی اور یاری قائم کرنے کی بشارت ہو۔ (ص ۱۹۹، اہلِ حدیث ایک صفاتی نام ص ۳۵)

اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ تمام کٹر اہلِ بدعت بحیثیت جماعت تمام اہلِ حدیث سے چاہے علماء ہوں یا عوام، سخت بغض رکھتے ہیں اور بُرا کہتے ہیں۔

۶: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اہلِ حدیث کی ایک فضیلت بیان فرمائی:

بعض سلف صالحین نے فرمایا: یہ آیت (بنی اسرائیل: ۷۱) اہلِ حدیث کی سب سے بری فضیلت ہے، کیونکہ ان کے امام نبی ﷺ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/۱۶۴)

جس طرح نبی کریم ﷺ محدثین کرام کے امام اعظم ہیں، اسی طرح اہلِ حدیث عوام کے بھی امام اعظم ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ اہلِ حدیث کے خاص و عام خطباء اور واعظین کی تقریروں سے بھی ظاہر ہے۔

۷: قوام السنہ اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا: اہلِ حدیث کا ذکر اور یہی گروہ قیامت تک حق پر غالب رہے گا۔ (الحجۃ فی بیان المحجۃ ۱/۲۴۶)

اس سے ثابت ہوا کہ اہلِ حدیث سے مراد محدثین اور ان کے عوام ہیں اور یہ گروہ قیامت تک ہر دور میں موجود رہے گا، لہٰذا مسعود احمد صاحب کا درج ذیل بیان باطل ہے:

''محدثین تو گزر گئے اب تو وہ لوگ رہ گئے ہیں جو ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔''

(الجماعۃ القدیمہ ص ۲۹)

۸: ابو اسماعیل عبدالرحمٰن بن اسماعیل الصابونی نے فرمایا:

اہل حدیث یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر ہے۔ (عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث ص ۱۴)

محدثین کرام ہوں یا اہل حدیث عوام ہوں، سب کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہے اور اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ نہیں بلکہ اس کا علم وقدرت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

۹: ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی نے شام وغیرہ کی سرحدوں پر رہنے والوں کے بارے میں فرمایا: وہ سب اہلِ سنت میں سے اہلِ حدیث کے مذہب پر ہیں۔

(اصول الدین ص ۳۱۷)

۱۰: حافظ ابن تیمیہ نے متبعین حدیث یعنی عاملین بالحدیث کو بھی اہل حدیث قرار دیا۔

(دیکھئے مجموع فتاویٰ ۴/ ۹۵، اہلِ حدیث ایک صفاتی نام ص ۳۹۔۴۰)

۱۱: امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ہمارے نزدیک اہل حدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرے۔ (الجامع للخطیب ۱/ ۱۴۴، اہل حدیث ایک صفاتی نام ص ۸۱)

۱۲: سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۱ کی تشریح میں سیوطی صاحب نے فرمایا:

اہل حدیث کے لئے اس سے زیادہ فضیلت والی اور کوئی بات نہیں، کیونکہ آپ ﷺ کے سوا اہلِ حدیث کا کوئی امام (یعنی امام اعظم) نہیں۔ (تدریب الراوی ۲/ ۱۲۶، نوع ۲۷)

۱۳: رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلاف انظار کے پیشِ نظر پانچ

مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث۔ اس زمانے سے لیکر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔" (احسن الفتاویٰ ۱/۳۱۶)

اس عبارت سے تین مسئلے صاف ثابت ہیں:

اول: اہل حدیث حق پر ہیں۔

دوم: اہل حدیث سے مراد محدثین کرام اور ان کے عوام دونوں ہیں۔

سوم: اہل حدیث کا گروہ مذاہب اربعہ کے علاوہ پانچواں گروہ ہے، لہٰذا سرفراز خان صفدر کا حنفیوں وغیرہ کو اہل حدیث قرار دینا غلط ہے۔

۱۴: احمد علی لاہوری صاحب کا یہ قول (ملفوظ) گزر چکا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

"اہل حدیث نہ قادری ہیں اور نہ حنفی مگر وہ ہماری مسجد میں ۴۰ سال سے نماز پڑھ رہے ہیں میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں۔" (ملفوظات طیبات ص ۱۱۵، پرانا نسخہ ص ۱۲۶)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اہل حدیث سے مراد صرف محدثین کرام نہیں بلکہ ان کے عوام بھی اہل حدیث ہیں۔

۱۵: محمد قاسم نانوتوی کی پسندیدہ کتاب: حقانی عقائد الاسلام میں عبدالحق حقانی دہلوی نے کہا: "اور اہل سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہل حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں۔"

(ص ۳)

اس قول میں جس طرح شافعیوں وغیرہم سے مراد اُن کے عوام بھی ہیں، اسی طرح اہلِ حدیث سے مراد محدثین کرام کے عوام بھی ہیں۔

۱۶: کفایت اللہ دہلوی دیوبندی نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے:

"ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔" (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۲۵)

اس فتوے اور سابقہ فتوے سے صاف ظاہر ہے کہ اہلِ حدیث اہلِ سنت ہیں اور عوام کو

بھی اہل حدیث کہنا بالکل صحیح ہے۔

۱۷: چوتھی صدی ہجری کے مورخ بشاری مقدسی (م ۳۷۵ھ) نے منصورہ (سندھ) کے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ان کے مذاہب یہ ہیں: وہ اکثر اہلِ حدیث ہیں الخ

(احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم ص ۴۸۱)

یہ عقلاً معلوم ہے کہ اس وقت سندھ کے تمام لوگ محدثین نہیں تھے بلکہ ان میں محدثین کے عوام بھی شامل ہیں۔

۱۸: اشارات فریدی یعنی مقابیس المجالس میں لکھا ہوا ہے:

''اہلِ حدیثوں کے امام حضرت قاضی محمد بن علی شوکانی یمنیؒ نے سماع پر ایک مدلل رسالہ لکھا ہے، ابطال دعوی اجماع۔ اس رسالہ میں آپ نے احادیث نبوی سے ثابت کیا ہے کہ سماع جائز ہے...'' (ص ۱۵۶)

اس عبارت میں تسلیم کیا گیا ہے کہ اہل حدیث سے مراد ہندوستان وغیرہ کے اہلِ حدیث عوام ہیں اور باقی عبارت کے بارے میں دو اہم باتیں درج ذیل ہیں:

اول: شوکانی تمام اہلِ حدیث کے امام یعنی امام اعظم نہیں، بلکہ اہلِ حدیث کے امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ شوکانی تو متاخر علماء میں سے ایک عالم تھے۔

دوم: سماع سے اگر قوالی، راگ باجا اور آلاتِ موسیقی والا سماع مراد ہو تو احادیث صحیحہ کی رُو سے یہ حرام ہے اور اسی طرح شرکیہ و بدعیہ اشعار پڑھنا بھی حرام ہے۔

۱۹: دیوبندی ''مفتی'' محمد انور نے صوفی عبدالحمید سواتی کی کتاب: نماز مسنون کے مقدمے میں لکھا ہے: ''بلاشبہ حنفی مسلک کے پیروکاروں کو اپنے مسلک اور شرح صدر کے لیے ''نماز مسنون'' ایک کافی وشافی تالیف ہے۔ ۸۳۷ صفحات پر مشتمل اس تالیف میں نماز کے متعلقات ضروری تفصیل کے ساتھ آ گئے ہیں۔ ہماری رائے میں نہ صرف حنفی مسلک کے ہر امام وخطیب کے لیے خصوصاً اور عوام کے لیے اس کا مطالعہ نافع ہے بلکہ مسلک اہل حدیث کے غیر متعصب حضرات کے لیے بھی اس کا مطالعہ ان شاء اللہ بصیرت افروز وچشم

کشا ہوگا۔'' (نماز مسنون، تبصرہ ص ۱۸)

اس عبارت میں محمد انور نے عوام کو بھی اہل حدیث کے لقب سے ملقب کیا ہے۔

۲۰: ایک غالی دیوبندی محمد عمر نے لکھا ہے:

''اہل حدیث عوام سے ہماری مودبانہ درخواست ہے کہ آپ کو ان حقائق سے بے بہرہ رکھ کر آپ کا فکری استحصال کیا گیا ہے، اہل حدیث عوام یہ سوچتے ہوں گے کہ اہل سنت والجماعت احناف ان کے علماء کی کتابوں پر عمل کیوں نہیں کرتے؟'' (چھپے راز حصہ چہارم ص ۲)

اس تلبیسانہ عبارت میں بھی اہل حدیث عوام کو اہل حدیث تسلیم کیا گیا ہے۔

یہ بیس حوالے مشتے از خروارے ہیں، ورنہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں۔

بعض لوگ اپنی خود ساختہ مصلحتوں کی وجہ سے اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہتے بلکہ اس سے شرماتے ہیں اور دوسرے مختلف ناموں سے متعارف ہونے کی کوشش کرتے ہیں، بعض اہلِ حدیث نام سے غیر اہلِ حدیث کی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے ہیں اور بعض اپنے آپ کو اہلِ صحیح الحدیث وغیرہ کہہ کر باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ سب کارروائیاں اور چالیں غلط ہیں اور اہل حق کے صفاتی ناموں میں سے اہلِ سنت، اہلِ حدیث، سلفی اور اثری بہت بہترین القاب ہیں اور ان سب میں اعلیٰ ترین اہلِ حدیث ہے، جس کے جواز پر سلف صالحین کا اجماع ہے۔ والحمد للہ

وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ تمام اہلِ حدیث علماء و عوام باہم متحد ہو جائیں، تمام اختلافات ختم کر دیں اور کتاب و سنت کے جھنڈے کو دنیا میں سر بلند کرنے کے لئے دل و جان سے کوشاں ہو جائیں۔

زیرِ نظر کتاب راقم الحروف کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے، لہٰذا بعض جگہ تکرار بھی ہے لیکن یہ عوام و خواص کے لئے یکساں مفید ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

(۱۹/ شعبان ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۰/ جولائی ۲۰۱۲ء)

کیا اہلِ حدیث نام صحیح ہے؟

سوال ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟ ہم مسلمین (مسلمان) کیوں نہیں ہیں؟ کیا کوئی صحابی اہلحدیث تھا؟ یا اس نے اپنا نام اہلحدیث رکھا ہو؟ دلائل سے واضح کریں ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟ (جزاکم اللہ خیراً) یہ سوال "جماعت المسلمین" (فرقہ مسعودیہ) کی طرف سے ہے اور بخاری کی حدیث بھی پیش کی ہے کہ جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو۔

(اُم خالد، کامرہ کینٹ)

الجواب "مسلمین"، مسلم کی جمع ہے اور بالاجماع مسلم مسلمان و مطیع و فرمان بردار کو کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے بہت سے نام اور القاب ہیں۔ مثلاً مہاجرین، انصار، صحابہ، وتابعین وغیرہ، ایک صحیح حدیث میں آیا ہے:

((فادعوا بدعوی اللّٰہ الذي سماکم المسلمین المؤمنین عبا د اللّٰہ.))

پس پکارو، اللہ کی پکار کے ساتھ جس نے تمھارے نام مسلمین، مومنین (اور) عباد اللہ رکھے ہیں۔ (سنن ترمذی (۲۸۶۳) وقال: "حسن صحیح غریب" وصححہ ابن حبان (موارد ۱۲۲۲۔۱۵۵۰) والحاکم (۱/۱۱۷، ۱۱۸، ۲۳۶، ۴۲۱، ۴۲۲) ووافقہ الذہبی)

اس کی سند صحیح ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

موسیٰ بن خلف ابو خلف عن یحییٰ بن ابی کثیر...... الخ کی روایت میں آیا ہے:

((فادعوا المسلمین بأسمائھم بما سماھم اللّٰہ عزوجل المسلمین المؤمنین عباد اللّٰہ عزوجل.))

مسلمانوں کو ان کے ناموں مسلمین، مومنین (اور) عباد اللہ عزوجل سے پکارو جو کہ اللہ عزوجل نے ان کے نام رکھے ہیں۔

(مسند احمد ۴/۱۳۰ ح ۱۷۳۰۲ و اللفظ لہ ۴/۲۰۲ ح ۱۷۹۵۳، وسندہ حسن)

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔ اس کے ایک راوی ابوخلف موسیٰ بن خلف ہیں جو جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہیں لہٰذا صدوق حسن الحدیث ہیں۔

مسند احمد (۲۴۴/۵ ح ۲۳۲۹۸) میں اس کا ایک صحیح شاہد یعنی تائید والی روایت بھی ہے، لہٰذا روایتِ مذکورہ بالکل صحیح ہے۔ **والحمدللہ**

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اور بھی نام ہیں لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ''ہمارا نام صرف ایک: 'مسلم' ہے'، غلط اور باطل ہے۔

صحیح مسلم کے مقدمے میں مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا قول لکھا ہوا ہے کہ

"فينظر إلى أهل السنة فيؤخذ حديثهم"

پس اہل سنت کی طرف دیکھا جاتا تھا اور ان کی حدیث قبول کی جاتی تھی۔

(باب ۵ حدیث نمبر ۲۷ ترقیم دارالسلام)

اس قول کے راویوں اور امام مسلم کی رضامندی سے یہ قول موجود ہے۔ صحیح مسلم ہزاروں لاکھوں علماء نے پڑھی ہے مگر کسی نے اس قول پر اعتراض نہیں کیا کہ مسلمانوں کا نام اہل سنت غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اہل سنت نام صحیح ہے۔

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ طائفۂ منصورہ ہمیشہ غالب رہے گا۔ اس کی تشریح میں امام بخاری فرماتے ہیں: **"يعني أهل الحديث"**

یعنی اس سے مراد اہل الحدیث ہیں۔ (مسألۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷ وسندہ صحیح)

امام بخاری کے استاد علی بن عبداللہ المدینی ایسی روایت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''هم أهل الحديث'' وہ اہل الحدیث ہیں۔

(سنن الترمذی، ابواب الفتن باب ماجاء فی الائمۃ المضلین ح ۲۲۲۹ نسخہ عارضۃ الاحوذی: ۹/۷۴ وسندہ صحیح)

امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا:

" إذا رأيت الرجل يحب أهل الحديث ...... فإنه على السنة" إلخ

اگر تو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ اہل الحدیث سے محبت کرتا ہے..... تو (سمجھ لے کہ) وہ شخص

سنت پر (چل رہا) ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۳۴ ح ۱۴۳ وسندہ صحیح)

احمد بن سنان الواسطی نے فرمایا:

" لیس فی الدنیا مبتدع إلا وھو یبغض أھل الحدیث "

دنیا میں کوئی بھی ایسا بدعتی نہیں ہے جو کہ اہل الحدیث سے بغض نہیں رکھتا۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴ وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"إن لم تکن ھذہ الطائفۃ المنصورۃ أصحاب الحدیث فلا أدري من ھم۔"

اگر اس طائفۂ منصورہ سے مراد اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ وصححہ ابن حجر فی فتح الباری ۱۳/ ۲۵۰)

حفص بن غیاث نے اصحاب الحدیث کے بارے میں کہا:

"ھم خیر أھل الدنیا" یہ دنیا میں بہترین لوگ ہیں۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۳ وسندہ صحیح)

امام شافعی فرماتے ہیں:

" إذا رأیت رجلاً من أصحاب الحدیث فکأني رأیت النبي صلی اللہ علیہ وسلم حیاً "

جب میں اصحاب الحدیث میں سے کسی شخص کو دیکھتا ہوں، تو گویا میں نبی ﷺ کو زندہ دیکھتا ہوں۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۹۴ ح ۸۵ وسندہ صحیح)

المحدث الصدوق امام ابن قتیبہ الدینوری (متوفی ۲۷۶ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے:

"تأویل مختلف الحدیث فی الرد علی أعداء أھل الحدیث "

اس کتاب میں انھوں نے "اہل الحدیث" کے اعداء (دشمنوں) کا زبردست رد کیا ہے۔

یہ تمام اقوال محدثین کے درمیان بلا انکار و بلا اعتراض شائع و ذائع اور مشہور ہیں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ "اہل الحدیث" نام کے جائز و صحیح ہونے پر ائمۂ مسلمین کا اجماع ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امتِ مسلمہ گمراہی پر اجماع نہیں کر سکتی۔

قال رسول اللہ ﷺ: ((لا یجمع اللہ أمتي أوقال: ھذہ الأمة علی الضلالة أبدًا ویداللہ علی الجماعة))

اللہ میری امت کو — یا فرمایا اس امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت (اجماع) پر ہے۔ (المستدرک ۱/۱۱۶ ح ۳۹۸، ۳۹۹ وسندہ صحیح)

ان چند دلائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مسلمین کا صفاتی نام اور لقب اہل الحدیث واہل السنۃ بھی ہے اور یہی گروہ طائفۂ منصورہ ہے۔

اہل الحدیث کے دو ہی مفہوم ممکن ہیں:

① صحیح العقیدہ محدثین کرام

② صحیح العقیدہ عوام جو محدثین کے منہج پر ان کی اقتداء بادلیل کرتے ہیں۔

دیکھئے: مقدمۃ الفرقۃ الجدیدہ (ص ۱۹) ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۴/۹۵)

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طائفۂ منصورہ جنت میں جائے گا کیونکہ یہ اہل حق ہیں تو کیا صرف محدثین کرام ہی جنت میں جائیں گے اور ان کے عوام باہر دروازے پر ہی رہ جائیں گے؟

معلوم ہوا کہ طائفۂ منصورہ میں محدثین اور ان کے عوام دونوں ہی شامل ہیں۔ قرآن وحدیث کو اپنی عقل سے سمجھنے والے اور منکرِ اجماع مسعود احمد بی ایس سی تکفیری نے لکھا ہے:

''ہم بھی محدثین کو اہل الحدیث کہتے ہیں۔ زبیر صاحب کا مذکورہ بالا قول ہماری تائید ہے نہ کہ تردید۔'' (الجماعۃ القدیمہ بجواب الفرقۃ الجدیدہ ص ۵)

حدیث بیان کرنے والوں کو محدثین کہتے ہیں۔

یہ عوام المسلمین کو بھی معلوم ہے صحابہ وتابعین نے احادیث بیان کی ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابہ وتابعین سب محدثین (اہل الحدیث) تھے۔

مسعود صاحب پر ایک نئی ''وحی'' نازل ہوئی ہے، وہ متکبرانہ اعلان کرتے ہیں کہ ''محدثین تو گزر گئے اب تو وہ لوگ رہ گئے ہیں جو ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔''

(الجماعۃ القدیمہ ص ۲۹)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے برادر محترم ڈاکٹر ابو جابر الدامانوی فرماتے ہیں:

''گویا موصوف کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اسی طرح محدثین کا سلسلہ بھی کسی خاص محدث پر ختم ہو چکا ہے اور اب قیامت تک کوئی محدث پیدا نہیں ہوگا اور اب جو بھی آئے گا وہ صرف ناقل ہی ہوگا۔ جس طرح لوگوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا۔ کسی نے بارہ کے بعد ائمہ کا سلسلہ ختم کر دیا۔ موصوف کا خیال ہوگا کہ اسی طرح محدثین کی آمد کا سلسلہ بھی اب ختم ہو چکا ہے لیکن اس سلسلہ میں انھوں نے کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا، اقوال الرجال تو ویسے ہی موصوف کی نگاہ میں قابل التفات نہیں ہیں البتہ اپنے ہی قول کو انھوں نے اس سلسلہ میں حجت مانا ہے۔ حالانکہ جو لوگ بھی فن حدیث کے ساتھ شغف رکھتے ہیں ان کا شمار محدثین کے زمرے میں ہوتا ہے''۔ (خلاصۃ الفرقۃ الجدیدہ ص ۵۵)

صحیح بخاری (۷۰۸۴) والی حدیث: ''تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ''
جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو۔

اس حدیث پر امام بخاری کے لکھے ہوئے باب ''کیف الأمر إذا لم تکن جماعة'' کی تشریح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''والمعنی ما الذي یفعل المسلم في حال الإختلاف من قبل أن یقع الإجماع علٰی خلیفة'' اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ایک خلیفہ پر اجماع ہونے سے پہلے حالتِ اختلاف میں مسلمان کیا کرے؟ (فتح الباری ۳۵/۱۳ ح ۷۰۸۴)

عینی حنفی لکھتے ہیں:

''وحاصل معنی الترجمة أنه إذا وقع اختلاف ولم یکن خلیفة فکیف یفعل المسلم من قبل أن یقع الإجتماع علٰی خلیفة'' اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اختلاف ہو جائے اور خلیفہ نہ ہو تو خلیفہ پر اجماع سے پہلے مسلمان کیا کرے گا؟

(عمدۃ القاری ج ۲۴ ص ۱۹۳ کتاب الفتن)

"جماعة" کی تشریح میں قسطلانی لکھتے ہیں:

"مجتمعون علٰی خلیفة" ایک خلیفہ پر جمع ہونے والے۔ (ارشاد الساری ج ۱۰ص ۱۸۳)

ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (متوفی ۶۵۶ھ) لکھتے ہیں:

"یعني: أنه متی اجتمع المسلمون علٰی إمام فلا یخرج علیه وإن جار کما تقدم وکما فی الروایة الأخریٰ: فاسمع و أطع ، وعلٰی ھٰذا فتشھد مع أئمة الجور الصلوات والجماعات والجھاد والحج وتجتنب معاصیھم ولا یطاعنون فیھا" یعنی: جب بھی تمام مسلمان کسی امام (خلیفہ) پر جمع ہو جائیں تو اس کے خلاف خروج نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ ظالم ہو، جیسا کہ گزر چکا ہے اور جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے: پس سنو اور اطاعت کرو (اگرچہ وہ تمھاری پیٹھ پر مارے) اس حدیث کی رُو سے نمازیں، جماعتیں، جہاد اور حج (وغیرہ) ظالم حکمرانوں کے ساتھ مل کر ادا کی جاتی ہیں۔ اُن کے گناہوں سے اجتناب کیا جاتا ہے اور ان پر طعن نہیں کیا جاتا۔

(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۴ص ۵۷)

قرطبی مزید فرماتے ہیں: "فلو بایع أھل الحل والعقد لواحد موصوف بشروط الإمامة لا نعقدت له الخلافة وحرمت علٰی کل أحد المخالفة" پس اگر (تمام) اہلِ حل وعقد امامت کے کسی مستحق کی بیعت کر لیں تو اس کی خلافت قائم ہو جاتی ہے اور ہر ایک پر اس کی مخالفت حرام ہو جاتی ہے۔ (المفہم ج ۴ص ۵۷، ۵۸)

شارحینِ حدیث کی ان تشریحات سے معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین اور ان کے امام سے مراد خلافت اور خلیفہ ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فإن لم تجد یومئذ خلیفة فاھرب حتی تموت)) إلخ

پس اگر تو اُس دن خلیفہ نہ پائے تو موت تک کے لئے بھاگ جا۔ (سنن ابی داود: ۴۲۴۷ وصحیح ابی عوانہ ۴۷۶/۴ وسندہ حسن، صخر بن بدر وثقہ ابن حبان وابوعوانہ وسبیع بن خالد وثقہ العجلی وابن حبان وللحدیث شواہد)

ایک اہم فائدہ: ابن بطال القرطبی (متوفی ۴۴۹ھ) نے کہا:

”فإذا لم يكن لهم إمام فافترق أهل الإسلام أحزابًا فواجب اعتزال تلك الفرق كلها“

پس جب ان لوگوں کا امام (خلیفہ) نہ ہو اور اہلِ اسلام احزاب (پارٹیوں) میں بٹ جائیں تو ان تمام فرقوں سے دُور ہو جانا واجب (فرض) ہے۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال ۱۰/۳۲)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ اس حدیث سے دو قسم کے لوگوں نے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے:

۱) وہ لوگ جنھوں نے ”جماعت المسلمین“ کے نام سے ایک کاغذی پارٹی (حزب) بنائی اور ایک عام آدمی اس کا امام بن گیا حالانکہ یہ پارٹی خلافتِ مسلمین نہیں ہے اور اس کا نام نہاد امام خلیفہ نہیں ہے۔

۲) وہ لوگ جنھوں نے ایک کاغذی خلیفہ بنایا جس کے پاس نہ فوج ہے اور نہ کوئی طاقت اس کاغذی خلیفہ کا ایک انچ زمین پر قبضہ نہیں ہے۔ اس خلیفہ نے نہ کفار سے جہاد کیا، نہ شرعی حدود کا نفاذ کیا، اسے خلیفہ کہنا خلافت کے ساتھ مذاق ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت: ۳۰ کی تشریح میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

”وقد استدل القرطبي وغيره بهٰذه الآية علٰى وجوب نصب الخليفة ليفصل بين الناس فيما يختلفون فيه ويقطع تنازعهم وينتصر لمظلومهم من ظالمهم ويقيم الحدود ويزجر عن تعاطي الفواحش“

قرطبی وغیرہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ خلیفہ قائم کرنا واجب ہے تاکہ لوگوں کے درمیان اختلافات میں فیصلہ کرے اور جھگڑے ختم کر دے۔ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کرے، حدود کا نفاذ کرے اور بے حیائی، فحاشی کے کاموں سے روکے۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۲۰۴)

قاضی ابو یعلیٰ محمد بن الحسین الفراء اور قاضی علی بن محمد بن حبیب الماوردی نے بھی خلیفہ کے

لئے جہاد، سیاست اور اقامتِ حدود کو شرط قرار دیا ہے۔ دیکھئے الاحکام السلطانیہ (ص ۲۲) والاحکام السلطانیہ للماوردی (ص ۶) اور ماہنامہ الحدیث: ۲۲ ص ۳۹

ملاعلی قاری حنفی لکھتے ہیں: ''ولأن المسلمین لابدّ لهم من إمام یقوم بتنفیذ أحکامهم وإقامة حدودهم وسدّ ثغورهم و تجهیز جیوشهم وأخذ صدقاتهم ...'' مسلمانوں کا ایسا امام (خلیفہ) ہونا ضروری ہے جو احکام نافذ کرے، حدود قائم کرے، سرحدوں کی حفاظت کرے، لشکر تیار کرے اور لوگوں سے صدقات (قوت کے ساتھ) وصول کرے۔ (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۴۶)

علمائے کرام کی ان تشریحات کے سراسر خلاف ایک کاغذی خلیفہ بنانا جو اپنے گھر میں شرعی حدود قائم کرنے سے عاجز ہو اور اپنے گھر کی دیواروں کی حفاظت نہ کرسکتا ہو (وغیرہ) ان لوگوں کا کام ہے جو اُمتِ مسلمہ میں فرقہ پرستی اور باطل نظریات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے: ((من مات ولیس له إمام مات میتة جاهلیة))

جو شخص فوت ہو جائے اور اس کی گردن میں امام (خلیفہ) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (السنۃ لابن ابی عاصم: ۱۰۵۷، وسندہ حسن، نیز دیکھئے صحیح مسلم: ۱۸۵۱)

اس کی تشریح میں امام احمد فرماتے ہیں: ''تدري ما الإمام؟ الذي یجتمع المسلمون علیه، کلهم یقول: هذا إمام، فهذا معناه''

تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے۔ ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے، یہ ہے اس حدیث کا معنی۔

(سوالات ابن ہانی ص ۱۸۵ فقرہ: ۲۰۱۱، السنۃ للخلال ص ۸۱ فقرہ: ۱۰، المسند من مسائل الامام احمد، ق: ۱، بحوالہ الامامۃ العظمیٰ عند اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۱۷)

مختصر یہ کہ امام اور جماعت المسلمین والی احادیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض الناس کا کاغذی جماعتیں اور کاغذی امیر بنانا بالکل غلط ہے اور سلف صالحین کے فہم کے سراسر خلاف ہے۔

بعض لوگ ''اہلِ حدیث'' نام سے بہت چڑتے ہیں اور عوام الناس میں یہ مشہور کرنے کی سعی نامراد کرتے ہیں کہ ''یہ نام فرقہ وارانہ ہے چونکہ ہم مسلمان ہیں لہٰذا ہمیں مسلمان ہی کہلانا چاہئے'' لہٰذا ہم نے اپنے اسلاف، محدثین اور ائمۂ کرام سے متعدد دلائل پیش کئے ہیں کہ اہلِ حدیث کہلانا نہ صرف جائز ہے بلکہ پسندیدہ بھی ہے اور یہی طائفۂ منصورہ ہے۔

اس سلسلے میں ایک تحقیقی مضمون اگلے صفحے پر پیشِ خدمت ہے:

اہلِ حدیث ایک صفاتی نام اور اجماع

سلف صالحین کے آثار سے پچاس (۵۰) حوالے پیشِ خدمت ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ حدیث کا لقب اور صفاتی نام بالکل صحیح ہے اور اسی پر اجماع ہے۔

۱) **بخاری:** امام بخاری نے طائفۂ منصورہ کے بارے میں فرمایا:

''يعني أهل الحديث'' یعنی اس سے مراد اہل الحدیث ہیں۔

(مسألۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷ وسندہ صحیح، الحجۃ فی بیان المحجۃ ۱/۲۴۶)

امام بخاری نے یحییٰ بن سعید القطان سے ایک راوی کے بارے میں نقل کیا:

''لم يكن من أهل الحديث...'' وہ اہل الحدیث میں سے نہیں تھا۔

(التاریخ الکبیر ۶/۴۲۹، الضعفاء الصغیر: ۲۸۱)

۲) **مسلم:** امام مسلم مجروح راویوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

''هم عند أهل الحديث متهمون'' وہ اہلِ حدیث کے نزدیک متہم ہیں۔

[صحیح مسلم، المقدمہ ص ۶ (قبل الباب الاول) دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۵]

امام مسلم نے مزید فرمایا:

'' وقد شرحنا من مذهب الحديث وأهله ... ''

ہم نے حدیث اور اہلِ حدیث کے مذہب کی تشریح کی۔ (حوالہ مذکورہ)

امام مسلم نے ایوب السختیانی، ابن عون، مالک بن انس، شعبہ بن الحجاج، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی اور ان کے بعد آنے والوں کو '' من أهل الحديث '' اہلِ حدیث میں سے قرار دیا۔

[صحیح مسلم، المقدمہ ص ۲۲ (باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن) دوسرا نسخہ ۱/۲۶ تیسرا نسخہ ۱/۲۳]

۳) **شافعی:** ایک ضعیف روایت کے بارے میں امام محمد بن ادریس الشافعی فرماتے

ہیں: "لا يثبت أهل الحديث مثله" اس جیسی روایت کو اہلِ حدیث ثابت نہیں سمجھتے۔
(السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۲۶۰ وسندہ صحیح)

امام شافعی نے فرمایا:
"إذا رأيت رجلاً من أصحاب الحديث فكأني رأيت النبي ﷺ حيًا"
جب میں اصحاب الحدیث میں سے کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو گویا میں نبی ﷺ کو زندہ دیکھتا ہوں۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۸۵ وسندہ صحیح)

٤) **احمد بن حنبل:** امام احمد بن حنبل سے طائفۂ منصورہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

"إن لم تكن هذه الطائفة المنصورة أصحاب الحديث فلا أدري من هم؟" اگر یہ طائفۂ منصورہ اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں؟

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ رقم: ۲ وسندہ حسن، وصححہ ابن حجر فی فتح الباری ۱۳/۲۹۳ تحت ح ۷۳۱۱)

٥) **یحییٰ بن سعید القطان:** امام یحییٰ بن سعید القطان نے سلیمان بن طرخان التیمی کے بارے میں فرمایا: "كان التيمي عندنا من أهل الحديث"
تیمی ہمارے نزدیک اہلِ حدیث میں سے ہیں۔ (مسند علی بن الجعد ۱/۵۹۴ ح ۱۳۵۴ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ: ۱۳۱۴، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۴/۱۲۵ وسندہ صحیح)

ایک راویٔ حدیث عمران بن قدامہ العمی کے بارے میں یحییٰ القطان نے کہا:
"ولكنه لم يكن من أهل الحديث" لیکن وہ اہلِ حدیث میں سے نہیں تھا۔
(الجرح والتعدیل ۶/۳۰۳ وسندہ صحیح)

٦) **ترمذی:** امام ترمذی نے ابوزید نامی ایک راوی کے بارے میں فرمایا:
"وأبو زيد رجل مجهول عند أهل الحديث"
اور اہلِ حدیث کے نزدیک ابوزید مجہول آدمی ہے۔ (سنن الترمذی: ۸۸)

۷) **ابوداود:** امام ابوداود السجستانی نے فرمایا:

"عند عامة أهل الحديث" عام اہلِ حدیث کے نزدیک

(رسالۃ ابی داود الی مکہ فی وصف سننہ ص ۳۰، مخطوط ص ۱)

۸) **نسائی:** امام نسائی نے فرمایا:

"ومنفعةً لأهل الإسلام ومن أهل الحديث والعلم والفقه والقرآن"

اہلِ اسلام کے لئے نفع ہے اور اہلِ حدیث، علم وفقہ اور قرآن والوں میں سے۔

(سنن النسائی ۱۳۵/۷ ح ۴۱۴۷، التعلیقات السلفیۃ: ۴۱۵۲)

۹) **ابن خزیمہ:** امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری نے ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:

"لم نر خلافًا بين علماء أهل الحديث أن هذا الخبر صحيح من جهة النقل" "ہم نے علمائے اہلِ حدیث کے درمیان کوئی اختلاف نہیں دیکھا کہ یہ حدیث روایت کے لحاظ سے صحیح ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ ۱۲۱/۱ ح ۲۱۳)

۱۰) **ابن حبان:** حافظ محمد بن حبان البستی نے ایک حدیث پر درج ذیل باب باندھا:

"ذكر خبر شنّع به بعض المعطلة على أهل الحديث، حيث حرموا توفيق الإصابة لمعناه" "اس حدیث کا ذکر جس کے ذریعے سے بعض معطلہ فرقے والے اہلِ حدیث پر تنقید کرتے ہیں کیونکہ یہ (معطلہ) اس کے صحیح معنی کی توفیق سے محروم ہیں۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۵۶۶ دوسرا نسخہ: ۵۶۵)

ایک دوسرے مقام پر حافظ ابن حبان نے اہل الحدیث کی یہ صفت بیان کی ہے:

"ينتحلون السنن ويذبون عنها و يقمعون من خالفها"

وہ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کے مخالفین کا قلع قمع کرتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۱۲۹ دوسرا نسخہ: ۶۱۶۲)

نیز دیکھئے الاحسان (۱۴۰/۱ قبل ح ۶۱)

۱۱) **ابوعوانہ:** امام ابوعوانہ الاسفرائنی ایک مسئلے کے بارے میں امام مزنی کو بتاتے ہیں:

''**اختلاف بین أهل الحدیث**''

اس میں اہلِ حدیث کے درمیان اختلاف ہے۔ (دیکھئے مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۴۹)

۱۲) **عجلی:** امام احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی نے امام سفیان بن عیینہ کے بارے میں فرمایا: ''**وکان بعض أهل الحدیث یقول: هو أثبت الناس في حدیث الزهري...**'' اور بعض اہلِ حدیث کہتے تھے کہ وہ زہری کی حدیث میں سب سے زیادہ ثقہ ہیں۔ (معرفۃ الثقات ۱/۴۱۷ ت ۶۳۱، دوسرا نسخہ: ۵۷۷)

۱۳) **حاکم:** ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری نے امام یحییٰ بن معین کے بارے میں فرمایا:

''**إما م أهل الحدیث**'' اہلِ حدیث کے امام (المستدرک ۱/۱۹۸ ح ۷۱۰)

۱٤) **حاکم کبیر:** ابواحمد الحاکم الکبیر نے ایک کتاب لکھی ہے:

''**شعار أصحاب الحدیث**'' اصحاب الحدیث کا شعار

یہ کتاب راقم الحروف کی تحقیق اور ترجمے سے چھپ چکی ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۹ ص ۴ تا ۲۸۔

۱۵) **فریابی:** محمد بن یوسف الفریابی نے کہا:

''**رأینا سفیان الثوري بالکوفة و کنا جماعة من أهل الحدیث**''

ہم نے سفیان ثوری کو کوفہ میں دیکھا اور ہم اہلِ حدیث کی ایک جماعت تھے۔

(الجرح والتعدیل ۱/۶۰ وسندہ صحیح)

۱٦) **فریابی:** جعفر بن محمد الفریابی نے ابراہیم بن موسیٰ الوزدولی کے بارے میں کہا:

''**وله ابن من أصحاب الحدیث یقال له: إسحاق**''

اس کا بیٹا اصحاب الحدیث میں سے ہے، اسے اسحاق کہتے ہیں۔

(الکامل لابن عدی ۱/۲۷۱ دوسرا نسخہ ۱/۴۴۰ وسندہ صحیح)

۱۷) **ابوحاتم الرازی:** اسماء الرجال کے مشہور امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں:

"واتفاق أهل الحديث علٰى شئٍ يكون حجة"

اور کسی چیز پر اہلِ حدیث کا اتفاق حجت ہوتا ہے۔ (کتاب المراسیل ص ۱۹۲ فقرہ: ۷۰۳)

۱۸) ابوعبید: امام ابوعبید القاسم بن سلام ایک اثر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وقد يأخذ بهٰذا بعض أهل الحديث" بعض اہلِ حدیث اسے لیتے ہیں۔

(کتاب الطہور لابی عبید: ۱۷۴، الاوسط لابن المنذر ۱/ ۲۶۵]

۱۹) ابوبکر بن ابی داود: امام ابوداود السجستانی کے صدوق عند الجمہور صاحب زادے ابوبکر بن ابی داود فرماتے ہیں:

"ولا تك من قوم تلهو بدينهم فتطعن في أهل الحديث وتقدح"

اور تُو اس قوم میں سے نہ ہونا جو اپنے دین سے کھیلتے ہیں (ورنہ) تو اہلِ حدیث پر طعن و جرح کر بیٹھے گا۔ (کتاب الشریعۃ لمحمد بن الحسین الآجری ص ۹۷۵ وسندہ صحیح)

۲۰) ابن ابی عاصم: امام احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد عرف ابن ابی عاصم ایک راوی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رجل من أهل الحديث ثقة" اہلِ حدیث میں سے وہ ایک ثقہ آدمی ہیں۔

(الآحاد والمثانی ۱/ ۴۲۸ ح ۶۰۴)

۲۱) ابن شاہین: حافظ ابوحفص عمر بن شاہین نے عمران العمی کے بارے میں یحییٰ القطان کا قول نقل کیا: "ولكن لم يكن من أهل الحديث"

لیکن وہ اہلِ حدیث میں سے نہیں تھا۔ (تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین: ۱۰۸۴)

۲۲) الجوزجانی: ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی نے کہا:

"ثم الشائع في أهل الحديث ..." پھر اہلِ حدیث میں مشہور ہے۔

(احوال الرجال ص ۴۳ رقم: ۱۰) نیز دیکھئے ص ۲۱۴

۲۳) احمد بن سنان الواسطی: امام احمد بن سنان الواسطی نے فرمایا:

"لیس فی الدنیا مبتدع إلا وھو یبغض أھل الحدیث" دنیا میں کوئی ایسا بدعتی نہیں ہے جو اہل الحدیث سے بغض نہیں رکھتا۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴ رقم: ۶ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ جو شخص اہلِ حدیث سے بغض رکھتا ہے یا اہلِ حدیث کو بُرا کہتا ہے تو وہ شخص پکا بدعتی ہے۔

۲۴) علی بن عبداللہ المدینی: امام بخاری وغیرہ کے استاد امام علی بن عبداللہ المدینی ایک روایت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"یعني أھل الحدیث" یعنی وہ اہلِ حدیث (اصحاب الحدیث) ہیں۔

(سنن الترمذی: ۲۲۲۹، عارضۃ الاحوذی ۹/ ۷۴)

۲۵) قتیبہ بن سعید: امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا:

"إذا رأیت الرجل یحب أھل الحدیث .... فإنہ علی السنۃ"

اگر تُو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ اہل الحدیث سے محبت کرتا ہے....تو یہ شخص سنت پر (چل رہا) ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۱۴۳ وسندہ صحیح)

۲۶). ابن قتیبہ الدینوری: المحدث الصدوق امام ابن قتیبہ الدینوری (متوفی ۲۷۶ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے:

"تأویل مختلف الحدیث فی الرد علی أعداء أھل الحدیث"

اس کتاب میں انھوں نے اہل الحدیث کے دشمنوں کا زبردست رد کیا ہے۔

۲۷) بیہقی: احمد بن الحسین البیہقی نے مالک بن انس، اوزاعی، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہم کو "من أھل الحدیث" اہلِ حدیث میں سے، لکھا ہے۔ (کتاب الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد للبیہقی ص ۱۸۰)

۲۸) اسماعیلی: حافظ ابوبکر احمد بن ابراہیم الاسماعیلی نے ایک راوی کے بارے میں کہا:

"لم یکن من أھل الحدیث" وہ اہلِ حدیث میں سے نہیں تھا۔

(کتاب المعجم ۱/ ۴۶۹ ت ۱۲۱، محمد بن جبریل النسوی)

۲۹) **خطیب:** خطیب بغدادی نے اہلِ حدیث کے فضائل پر ایک کتاب "شرف أصحاب الحديث" لکھی ہے جو کہ مطبوع ہے۔

خطیب کی طرف "نصيحة أهل الحديث" نامی کتاب بھی منسوب ہے۔ نیز دیکھئے تاریخ بغداد (۲۲۴/۱ ت ۵۱)

۳۰) **ابونعیم الاصبہانی:** ابونعیم الاصبہانی نے ایک راوی کے بارے میں کہا:

"لا يخفى على علماء أهل الحديث فساده"

علمائے اہلِ حدیث پر اس کا فساد مخفی نہیں ہے۔ (المستخرج علیٰ صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۷ فقرہ: ۸۹)

ابونعیم الاصبہانی نے کہا: "وذهب الشافعي مذهب أهل الحديث"

اور شافعی اہلِ حدیث کے مذہب پر گامزن تھے۔ (حلیۃ الاولیاء ۱۱۲/۹)

۳۱) **ابن المنذر:** حافظ محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری نے اپنے ساتھیوں اور امام شافعی وغیرہ کو "اہل الحدیث" کہا۔ دیکھئے الاوسط (۳۰۷/۲ تحت ح: ۹۱۵)

۳۲) **الآجری:** امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری نے اہلِ حدیث کو اپنا بھائی کہا:

"نصيحة لإخواني من أهل القرآن وأهل الحديث وأهل الفقه وغيرهم من سائر المسلمين" میرے بھائیوں کے لئے نصیحت ہے۔ اہلِ قرآن، اہلِ حدیث اور اہلِ فقہ میں (جو) تمام مسلمانوں میں سے ہیں۔

(الشریعۃ ص ۳، دوسرا نسخہ ص ۷)

تنبیہ: منکرینِ حدیث کو اہلِ قرآن یا اہلِ فقہ کہنا غلط ہے۔ اہلِ قرآن، اہلِ حدیث اور اہلِ فقہ وغیرہ القاب اور صفاتی نام ایک ہی جماعت کے نام ہیں۔ والحمد للہ

۳۳) **ابن عبدالبر:** حافظ یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر الاندلسی نے کہا:

"وقالت طائفة من أهل الحديث"

اہلِ حدیث کے ایک گروہ نے کہا: (التمہید ج ۱ ص ۱۶)

۳۴) **ابن تیمیہ:** حافظ ابن تیمیہ الحرانی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"الحمد للّٰہ رب العالمین، أما البخاري وأبو داود فإما مان فی الفقه من أهل الإجتهاد. وأما مسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه وابن خزيمة وأبو يعلىٰ والبزار ونحوهم فهم علىٰ مذهب أهل الحديث ، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ولا هم من الأئمة المجتهدين على الإطلاق . ." الحمد للّٰہ رب العالمین، بخاری اورابوداود تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابو یعلیٰ اور البزار وغیرہم تو وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے اور نہ مجتہد مطلق تھے۔ (مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰)

تنبیہ: ابن تیمیہ کا ان کبار ائمۂ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ "نہ مجتہد مطلق تھے" محلِ نظر ہے۔

۳۵) ابن رشید: ابن رشید الفہری (متوفی ۷۲۱ھ) نے امام ایوب السختیانی وغیرہ کبار علماء کے بارے میں فرمایا: "من أهل الحديث" (وہ) اہلِ حدیث میں سے تھے۔

(السنن الابین ص ۱۱۹، نیز دیکھئے السنن الابین ص ۱۲۴)

۳۶) ابن القیم: حافظ ابن القیم نے اپنے مشہور قصیدے نونیہ میں کہا:

"يا مبغضًا أهل الحديث وشاتمًا أبشر بعقد ولاية الشيطان"

اے اہلِ حدیث سے بغض رکھنے والے اور گالیاں دینے والے، تجھے شیطان سے دوستی قائم کرنے کی بشارت ہو۔

(الکافیۃ الشافیۃ فی الانتصار للفرقۃ الناجیۃ ص ۱۹۹ فصل فی ان اہل الحدیث ہم انصار رسول اللہ ﷺ وخاصتہ)

۳۷) ابن کثیر: حافظ اسماعیل بن کثیر الدمشقی نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت: ۷۱ کی تفسیر میں فرمایا:

"وقال بعض السلف: هذا أكبر شرف لأصحاب الحديث لأن

إمامهم النبي ﷺ '' بعض سلف (صالحین) نے کہا: یہ (آیت) اصحاب الحدیث کی سب سے بڑی فضیلت ہے کیونکہ ان کے امام نبی ﷺ ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ۴/۱۶۴)

۳۸) ابن المنادی: امام ابن المنادی البغدادی نے قاسم بن زکریا یحییٰ المطرز کے بارے میں کہا:

'' وکان من أھل الحدیث والصدق '' اور وہ اہلِ حدیث میں سے اور سچائی والوں میں سے تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۲/۴۴۱ ت ۶۹۱۰ وسندہ حسن)

۳۹) شیرویہ الدیلمی: دیلم کے مشہور مؤرخ امام شیرویہ بن شہردار الدیلمی نے عبدوس (عبدالرحمٰن) بن احمد بن عباد الثقفی الہمدانی کے بارے میں اپنی تاریخ میں کہا:

'' روی عنه عامة أھل الحدیث ببلدنا وکان ثقة متقناً ''

ہمارے علاقے کے عام اہلِ حدیث نے اُن سے روایت بیان کی ہے اور وہ ثقہ مُتقن تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۴/۴۳۸ والاحتجاج بہ صحیح لأن الذہبی یروی من کتابہ)

۴۰) محمد بن علی الصوری: بغداد کے مشہور امام ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبداللہ بن محمد الصوری نے کہا:

" قل لمن عاندالحدیث و	أضحی عائباً أھله ومن یدعیه
أبعلم تقول ھذا، أبنِ لي	أم بجھلٍ فالجھل خلق السفیه
أیعاب الذین ھم حفظوا	الدین من الترھات والتحویه "

حدیث سے دشمنی اور اہلِ حدیث کی عیب جوئی کرنے والے سے کہہ دو! کیا تو یہ علم سے کہہ رہا ہے؟ مجھے بتا دے یا جہالت سے تو جہالت بیوقوف کی عادت ہے۔ کیا اُن لوگوں کی عیب جوئی کی جاتی ہے جنھوں نے دین کو باطل اور بے بنیاد باتوں سے بچایا ہے ؟

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۳/۱۱۱۷ ت ۱۰۰۲ وسندہ حسن، سیر اعلام النبلاء ۱۷/۶۳۱، المنتظم لابن الجوزی ۱۵/۳۲۴)

٤١) سیوطی: آیتِ کریمہ ﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ (بنی اسرآئیل:۷۱) کی تشریح میں جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں:

" **ليس لأهل الحديث منقبة أشرف من ذلك لأنه لا إمام لهم غيره** ﷺ " اہلِ حدیث کے لئے اس سے زیادہ فضیلت والی اور کوئی بات نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کے سوا اہلِ حدیث کا کوئی امام نہیں ہے۔

(تدریب الراوی ۱۲۶/۲، نوع ۲۷)

٤٢) قوام السنہ: قوام السنہ اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی نے کہا:

" **ذكر أهل الحديث وأنهم الفرقة الظاهرة على الحق إلى أن تقوم الساعة**"

اہلِ حدیث کا ذکر اور یہی فرقہ قیامت تک حق پر غالب رہے گا۔

(الحجۃ فی بیان المحجۃ وشرح عقیدۃ اہل السنۃ ۲۴۶/۱)

٤٣) رامہرمزی: قاضی حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد الرامہرمزی نے کہا:

" **وقد شرف الله الحديث وفضل أهله** " اللہ نے حدیث اور اہلِ حدیث کو فضیلت بخشی ہے۔ (المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ص۱۵۹ رقم:۱)

٤٤) حفص بن غیاث: حفص بن غیاث سے اصحاب الحدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: " **هم خير أهل الدنيا** " وہ دنیا میں سب سے بہترین ہیں۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص۳ ح۳ وسندہ صحیح)

٤٥) نصر بن ابراہیم المقدسی: ابوالفتح نصر بن ابراہیم المقدسی نے کہا:

" **باب: فضيلة أهل الحديث** " اہلِ حدیث کی فضیلت کا باب

(الحجۃ علیٰ تارک المحجۃ ج۱ ص۳۲۵)

٤٦) ابن مفلح: ابوعبداللہ محمد بن مفلح المقدسی نے کہا:

" **أهل الحديث هم الطائفة الناجية القائمون على الحق**"

اہل حدیث ناجی گروہ ہے جو حق پر قائم ہے۔ (الآداب الشرعیۃ ۱/۲۱۱)

۴۷) الامیر الیمانی: محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی نے کہا:

"عليك بأصحاب الحديث الأفاضل تجد عندهم كل الهدى و الفضائل" فضیلت والے اصحاب الحدیث کو لازم پکڑو، تم ان کے پاس ہر قسم کی ہدایت اور فضیلتیں پاؤ گے۔

(الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم ج ۱ ص ۱۴۶)

۴۸) ابن الصلاح: صحیح حدیث کی تعریف کرنے کے بعد حافظ ابن الصلاح الشہر زوری لکھتے ہیں:

"فهٰذا هو الحديث الذي يحكم له بالصحة بلا خلاف بين أهل الحديث" یہ وہ حدیث ہے جسے صحیح قرار دینے پر اہلِ حدیث کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(علوم الحدیث عرف مقدمۃ ابن الصلاح مع شرح العراقی ص ۲۰)

۴۹) الصابونی: ابو اسماعیل عبدالرحمٰن بن اسماعیل الصابونی نے ایک کتاب لکھی ہے:

"عقيدة السلف أصحاب الحديث" سلف: اصحاب الحدیث کا عقیدہ

اس میں وہ کہتے ہیں:

"ويعتقد أهل الحديث ويشهدون أن الله سبحانه وتعالىٰ فوق سبع سموات علىٰ عرشه" اہل حدیث یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سات آسمانوں سے اوپر عرش پر ہے۔

(عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث ص ۱۴)

۵۰) عبدالقاہر البغدادی: ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بن محمد البغدادی نے شام وغیرہ کی سرحدوں پر رہنے والوں کے بارے میں کہا:

"كلهم علىٰ مذهب أهل الحديث من أهل السنة"

وہ سب اہلِ سنت میں سے اہلِ حدیث کے مذہب پر ہیں۔(اصول الدین ص ۳۱۷)

ان پچاس حوالوں سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا مہاجرین، انصار اور اہلِ سنت کی طرح صفاتی نام اور لقب اہلِ حدیث ہے اور اس لقب کے جواز پر اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ کسی ایک امام نے بھی اہلِ حدیث نام ولقب کو غلط، ناجائز یا بدعت ہرگز نہیں کہا لہٰذا بعض خوارج اور ان سے متاثرین کا اہلِ حدیث نام سے نفرت کرنا، اسے بدعت اور فرقہ وارانہ نام کہہ کر مذاق اڑانا اصل میں تمام محدثین اور امتِ مسلمہ کے اجماع کی مخالفت کرنا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں جن سے اہل الحدیث یا اصحاب الحدیث وغیرہ صفاتی ناموں کا ثبوت ملتا ہے۔ محدثین کرام کی ان تصریحات اور اجماع سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث ان صحیح العقیدہ محدثین وعوام کا لقب ہے جو بغیر تقلید کے کتاب وسنت پر فہم سلف صالحین کی روشنی میں عمل کرتے ہیں اور ان کے عقائد بھی کتاب وسنت اور اجماع کے بالکل مطابق ہیں۔ یاد رہے کہ اہل حدیث اور اہلِ سنت ایک ہی گروہ کے صفاتی نام ہیں۔

بعض اہل بدعت یہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث صرف محدثین کو کہتے ہیں چاہے وہ اہل سنت میں سے ہوں یا اہلِ بدعت میں سے، ان لوگوں کا یہ قول فہم سلف صالحین کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ اہلِ بدعت کے اس قول سے یہ لازم آتا ہے کہ گمراہ لوگوں کو بھی طائفۂ منصورہ قرار دیا جائے حالانکہ اس قول کا باطل ہونا عوام پر بھی ظاہر ہے۔ بعض راویوں کے بارے میں خود محدثین نے یہ صراحت کی ہے وہ اہلِ حدیث میں سے نہیں تھے۔

(دیکھئے فقرہ:۵، ۲۱، ۲۸)

دنیا کا ہر بدعتی اہلِ حدیث سے نفرت کرتا ہے تو کیا ہر بدعتی اپنے آپ سے بھی نفرت کرتا ہے۔

حق یہ ہے کہ اہلِ حدیث کے اس صفاتی نام ولقب کے مصداق صرف دو گروہ ہیں:

① حدیث بیان کرنے والے (محدثین)

② حدیث پر عمل کرنے والے (محدثین اور اُن کے عوام)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ونحن لا نعني بأهل الحديث المقتصرين علٰی سماعه أو كتابته أو روايته ، بل نعني بهم : كل من كان أحق بحفظه ومعرفته وفهمه ظاهرًا وباطنًا ، واتباعه باطنًا وظاهرًا ، وكذلك أهل القرآن .“

ہم اہلِ حدیث کا یہ مطلب نہیں لیتے کہ اس سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جنھوں نے حدیث سنی، لکھی یا روایت کی بلکہ اس سے مراد ہم یہ لیتے ہیں کہ ہر آدمی جو اس کے حفظ، معرفت اور فہم کا ظاہری و باطنی لحاظ سے مستحق ہے اور ظاہری و باطنی لحاظ سے اس کی اتباع کرتا ہے اور یہی معاملہ اہلِ قرآن کا ہے۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۹۵/۴)

حافظ ابن تیمیہ کے اس فہم سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث سے مراد محدثین اور ان کے عوام ہیں۔ آخر میں عرض ہے کہ اہلِ حدیث کوئی نسلی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظریاتی جماعت ہے۔ ہر وہ شخص اہلِ حدیث ہے جو قرآن وحدیث واجماع پر سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں عمل کرے اور اسی پر اپنا عقیدہ رکھے۔ اپنے آپ کو اہلِ حدیث (اہلِ سنت) کہلانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب یہ شخص جنتی ہو گیا ہے۔ اب اعمالِ صالحہ ترک، خواہشات کی پیروی اور من مانی زندگی گزاری جائے بلکہ وہی شخص کامیاب ہے جس نے اہلِ حدیث (اہلِ سنت) نام کی لاج رکھتے ہوئے اپنے اسلاف کی طرح قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزاری۔ واضح رہے نجات کے لئے صرف نام کا لیبل کافی نہیں ہے بلکہ نجات کا دارومدار قلوب واذہان کی تطہیر اور ایمان وعقیدے کی درستی کے ساتھ اعمالِ صالحہ پر ہے۔ یہی شخص اللہ کے فضل وکرم سے ابدی نجات کا مستحق ہوگا۔ ان شاء اللہ

(۲۹/ رجب ۱۴۲۷ھ)

اس تحقیقی مضمون میں جن علماء کے حوالے پیش کئے گئے ہیں ان کے ناموں کی ترتیب بلحاظِ حروفِ تہجی درج ذیل ہے:

ابن ابی عاصم (متوفی ۲۸۷ھ): ۲۰	احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ): ۴
ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ): ۳۴	احمد بن سنان (متوفی ۲۵۹ھ): ۲۳
ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ): ۱۰	اسماعیلی (متوفی ۳۷۱ھ): ۲۸
ابن خزیمہ (متوفی ۳۱۱ھ): ۹	بخاری (متوفی ۲۵۶ھ): ۱
ابن رشید (متوفی ۷۲۱ھ): ۳۵	بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ): ۲۷
ابن شاہین (متوفی ۳۸۵ھ): ۲۱	ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ): ۶
ابن الصلاح (متوفی ۸۰۶ھ): ۴۸	جعفر بن محمد الفریابی (متوفی ۳۰۱ھ): ۱۶
ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ): ۳۳	جوزجانی (متوفی ۲۵۹ھ): ۲۲
ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۶ھ): ۲۶	حاکم صاحب مستدرک (متوفی ۴۰۵ھ): ۱۳
ابن القیم (متوفی ۷۵۱ھ): ۳۶	حاکم کبیر (متوفی ۳۷۸ھ): ۱۴
ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ): ۳۷	حفص بن غیاث (متوفی ۱۹۴ھ): ۴۴
ابن مفلح (متوفی ۷۶۳ھ): ۴۶	خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ): ۲۹
ابن المنادی (متوفی ۳۳۶ھ): ۳۸	رامہرمزی (متوفی ۳۶۰ھ): ۴۳
ابن المنذر (متوفی ۳۱۸ھ): ۳۱	سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ): ۴۱
ابوبکر بن ابی داود (متوفی ۳۱۶ھ): ۱۹	شافعی (متوفی ۲۰۴ھ): ۳
ابوحاتم الرازی (متوفی ۲۷۷ھ): ۱۷	شیرویہ الدیلمی (متوفی ۵۰۹ھ): ۳۹
ابوداود (متوفی ۲۷۵ھ): ۷	عبدالرحمٰن الصابونی (متوفی ۴۴۹ھ): ۴۹
ابوعبید (متوفی ۲۲۴ھ): ۱۸	عبدالقاہر بن طاہر (متوفی ۴۲۹ھ): ۵۰
ابوعوانہ (متوفی ۳۱۶ھ): ۱۱	عجلی (متوفی ۲۶۱ھ): ۱۲
ابونعیم الاصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ): ۳۰	علی بن عبداللہ المدینی (متوفی ۲۳۴ھ): ۲۴

❁❁❁

اہلِ حدیث پر بعض اعتراضات اور ان کے جوابات

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

صحیح العقیدہ محدثینِ کرام اور تقلید کے بغیر، سلف صالحین کے فہم پر کتاب وسنت کی اتباع کرنے والوں کا لقب اور صفاتی نام: اہلِ حدیث ہے۔ اہلِ حدیث کے نزدیک قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ (علی فہم السلف الصالحین) اور اجماع شرعی حجت ہیں۔ انھیں ادلۂ شرعیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ادلۂ شرعیہ سے اجتہاد کا جواز ثابت ہے اور اجتہاد کی متعدد اقسام ہیں:

① کتاب وسنت کے عموم ومفہوم وغیر ہما سے استدلال

② آثارِ سلف صالحین سے استدلال

③ وہ قیاس جو ادلۂ شرعیہ کے مخالف نہ ہو۔

④ مصالح مرسلہ وغیرہ

اہلِ حدیث کے نزدیک اجتہاد جائز ہے لہٰذا ادلۂ شرعیہ ثلاثہ سے استدلال کے بعد دلیلِ رابع پر بھی عمل جائز ہے، بشرطیکہ کتاب وسنت، اجماع اور آثارِ سلف صالحین کے خلاف نہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں اہلِ حدیث کے نزدیک ادلۂ اربعہ درج بالا مفہوم کے ساتھ حجت ہیں۔

تنبیہ: اجتہاد عارضی اور وقتی ہوتا ہے لہٰذا اسے دائمی قانون کی حیثیت نہیں دی جا سکتی اور نہ ایک شخص کا اجتہاد دوسرے شخص پر دائمی ولازمی حجت قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس تمہید کے بعد بعض الناس کے اہلِ حدیث پر اعتراضات ومغالطات کے جوابات پیشِ خدمت ہیں:

اعتراض نمبر ۱: ''اہلِ حدیث کے نزدیک شرعی دلیلیں صرف دو ہیں:

① قرآن

② حدیث تیسری کوئی دلیل نہیں ہے۔''

جواب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ((لا یجمع اللّٰہ أمتي علٰی ضلالۃ أبدًا))
اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ (المستدرک للحاکم ۱/۱۱۶ ح ۳۹۹ وسندہ صحیح)

اس حدیث سے اجماعِ امت کا حجت ہونا ثابت ہے۔ (دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۱ ص ۴ جون ۲۰۰۴ء)

حافظ عبداللہ غازیپوری محدث رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۷ھ) فرماتے ہیں:

''اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اہل حدیث کو اجماع امت وقیاس شرعی سے انکار ہے۔ کیونکہ جب یہ دونوں کتاب وسنت سے ثابت ہیں تو کتاب وسنت کے ماننے میں ان کا ماننا آ گیا''

(ابراء اہل الحدیث والقرآن ص ۳۲)

معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث کے نزدیک اجماع امت (اگر ثابت ہو تو) شرعی حجت ہے۔ اسی وجہ سے ماہنامہ الحدیث حضرو کے تقریباً ہر شمارے پر لکھا ہوتا ہے کہ '' قرآن و حدیث اور اجماع کی برتری'' یہ بھی یاد رہے کہ اہلِ حدیث کے نزدیک اجتہاد جائز ہے جیسا کہ تمہید میں عرض کر دیا گیا ہے۔ والحمد للہ

اعتراض نمبر ۲: اہلِ حدیث کے نزدیک ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ قرآن وحدیث کو فہم سلف صالحین کے بجائے اپنے ذاتی فہم کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرے۔

جواب: یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ بلکہ اس کے برعکس حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۴ھ) فرماتے ہیں: '' خلاصہ یہ کہ ہم تو ایک ہی بات جانتے ہیں وہ یہ کہ سلف کا خلاف جائز نہیں'' (فتاویٰ اہلِ حدیث ج ۱ ص ۱۱۱)

معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث کے نزدیک قرآن وحدیث کو سلف صالحین کے فہم سے سمجھنا چاہئے اور سلف صالحین کے فہم کے مقابلے میں ذاتی انفرادی فہم کو دیوار پر دے مارنا چاہئے۔ اسی وجہ سے ماہنامہ الحدیث حضرو کے تقریباً ہر شمارے کے آخری ٹائٹل پر لکھا ہوتا ہے کہ '' سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار''

اعتراض نمبر ۳: اہلِ حدیث کے نزدیک صرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہی حجت ہیں۔ وہ حدیث کی دوسری کتابوں کو نہیں مانتے۔

جواب: یہ اعتراض بھی باطل ہے، کیونکہ اہلِ حدیث کے نزدیک صحیح احادیث حجت ہیں چاہے وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہوں یا سنن ابی داود، سنن الترمذی، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ اور دیگر کتبِ حدیث میں صحیح وحسن لذاتہ سند کے ساتھ موجود ہوں۔ ہماری تمام کتابیں بشمول ماہنامہ الحدیث حضرو، اس پر گواہ ہیں کہ ہم صحیحین کے ساتھ ساتھ دوسری کتبِ حدیث کی صحیح روایتوں سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر۴: اہلِ حدیث تقلید نہیں کرتے۔

جواب: جی ہاں! اہلِ حدیث تقلید نہیں کرتے، کیونکہ تقلید کے جواز یا وجوب کا کوئی ثبوت قرآن، حدیث اور اجماع میں نہیں ہے اور نہ آثارِ سلف صالحین سے تقلید ثابت ہے بلکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وأما زلة عالم فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم''

رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو اگر وہ ہدایت پر بھی ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔

(کتاب الزہد للامام وکیع ج ۱ ص ۳۰۰ ح ۷۱ وسندہ حسن، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۶)

اہلِ سنت کے جلیل القدر امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے۔ (کتاب الام، مختصر المزنی ص ۱، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۸)

اہلِ سنت کے مشہور عالم حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ (تقلید کی) بدعت چوتھی صدی (ہجری) میں پیدا ہوئی ہے۔ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۰۸، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۲)

ظاہر ہے کہ کتاب وسنت پر عمل اور بدعت سے بچنے میں ہی دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین ہے۔

اعتراض نمبر۵: وحید الزمان حیدر آبادی نے یہ لکھا ہے اور نواب صدیق حسن خان نے وہ لکھا ہے۔ نور الحسن نے یہ لکھا ہے اور بٹالوی نے وہ لکھا ہے۔

جواب: وحید الزمان صاحب ہو یا نواب صدیق حسن خان صاحب، نور الحسن ہو یا بٹالوی صاحب ہوں، ان میں سے کوئی بھی اہلِ حدیث کے اکابر میں سے نہیں ہے اور اگر

ہوتے بھی تو اہلِ حدیث اکابر پرست نہیں ہیں۔

وحیدالزمان صاحب تو متروک تھے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۳ص ۳۶، ۴۰

ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی تقلیدی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اہلِ حدیث کے علماء اور عوام بالاتفاق وحیدالزمان وغیرہ کی کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں۔

(تحقیق مسئلہ تقلید ص ۶)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی کو وحیدالزمان کا (صحیح بخاری کا) ترجمہ پسند تھا۔

(دیکھئے فضل الباری ج ۱ ص ۲۳، از قلم: محمد یحییٰ صدیقی دیوبندی)

وحیدالزمان صاحب عوام کے لئے تقلید کو واجب سمجھتے تھے۔ [دیکھئے نزل الابرار (ص ۷) شائع کردہ آلِ دیوبند لاہور] لہٰذا انصاف یہی ہے کہ وحیدالزمان کے تمام حوالے آلِ دیوبند اور آلِ تقلید کے خلاف پیش کرنے چاہئیں۔ نواب صدیق حسن خان صاحب (تقلید نہ کرنے والے) حنفی تھے۔ (مآثر صدیقی حصہ چہارم ص ۱، دیکھئے حدیث اور اہلِ حدیث ص ۸۴)

نورالحسن مجہول الحال ہے اور اس کی طرف منسوب کتابیں اہلِ حدیث کے نزدیک معتبر کتابوں کی فہرست میں نہیں ہیں بلکہ یہ تمام کتابیں غیر مفتیٰ بہا اور غیر معمول بہا مسائل پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

محمد حسین بٹالوی صاحب رحمہ اللہ اہلِ حدیث عالم تھے لیکن اکابر میں سے نہیں تھے، بلکہ ایک عام عالم تھے جنھوں نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ ان کی کتاب ''الاقتصاد'' مردود کتابوں میں سے ہے۔ بٹالوی صاحب کی پیدائش سے صدیوں پہلے روئے زمین پر اہلِ حدیث موجود تھے۔ مثلاً دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۹ص ۱۳ تا ۳۳

خلاصہ یہ کہ ان علماء اور دیگر علماء اصاغر کے حوالے اہلِ حدیث کے خلاف پیش کرنا ظلمِ عظیم ہے۔ اگر کچھ پیش کرنا ہے تو اہلِ حدیث کے خلاف قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ، اجماع اور سلف صالحین مثلاً صحابہ وثقہ تابعین وثقہ تبع تابعین وکبار محدثین کے حوالے پیش کریں بصورتِ دیگر دندان شکن جواب پائیں گے۔ ان شاء اللہ

تنبیہ: اہلِ حدیث کے نزدیک قرآن وحدیث اور اجماع کے صریح مخالف ہر قول مردود ہے خواہ اسے بیان کرنے یا لکھنے والا کتنا ہی عظیم المرتبت کیوں نہ ہو۔

اعتراض نمبر ۶: ''مفتی'' عبدالہادی دیوبندی وغیرہ نے لکھا ہے کہ'' یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ غیر مقلدین (جوخود کو اہلحدیث کہتے ہیں) کا وجود انگریز کے دور سے پہلے نہ تھا۔'' (نفس کے پجاری ص ۱)

جواب: دو قسم کے لوگوں کو اہلِ حدیث کہتے ہیں:

① صحیح العقیدہ (ثقہ وصدوق) محدثینِ کرام جو تقلید کے قائل نہیں ہیں۔

② محدثینِ کرام کے عوام جو صحیح العقیدہ ہیں اور بغیر تقلید کے کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ خیر القرون سے لے کر آج تک ہر دور میں موجود رہے ہیں۔

دلیل اول: صحابۂ کرام سے تقلیدِ شخصی وتقلیدِ غیر شخصی کا کوئی صریح ثبوت نہیں ہے بلکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''**و أما زلة عالم فإن اهتدى فلا تقلدوه دينكم**'' رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) وہ اگر سیدھے راستے پر بھی (چل رہا) ہو تو بھی اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔

(کتاب الزہد للامام وکیع ج ۱ ص ۳۰۰ ح ۷۱ وسندہ حسن، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۶)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' **لا تقلدوا دينكم الرجال** '' اپنے دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۰، وسندہ صحیح، نیز دیکھئے دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۵)

صحابہ میں سے کوئی بھی ان کا مخالف نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ تقلید ممنوع ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ اہلِ حدیث تھے۔ یاد رہے کہ اس اجماع کے مخالفین ومنکرین جو ''دلائل'' پیش کرتے ہیں ان میں تقلید کا لفظ نہیں ہے۔

دلیل دوم: مشہور جلیل القدر تابعی امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ لوگ تجھے رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بتائیں اسے (مضبوطی سے) پکڑ لو اور جو بات وہ اپنی رائے سے (کتاب وسنت کے خلاف) کہیں اسے کوڑے کرکٹ (کے ڈھیر) پر پھینک دو۔

(مسند الدارمی ج ۱ ص ۶۷ ح ۲۰۶ وسندہ صحیح، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۷)

ابراہیم نخعی کے سامنے کسی نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول پیش کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلے میں تم سعید کے قول کو کیا کرو گے؟

(الاحکام لابن حزم ج ۶ ص ۲۹۳ وسندہ صحیح، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۸)

تابعین میں سے کسی ایک سے بھی تقلید کا جواز یا وجوب ثابت نہیں ہے لہٰذا ان اقوال اور دیگر اقوال سے صاف ظاہر ہے کہ تقلید کے ممنوع ہونے پر تابعین کا بھی اجماع ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تمام ثقہ وصحیح العقیدہ تابعین اہلِ حدیث تھے۔

دلیل سوم: تبع تابعی حکم بن عتیبہ نے فرمایا: آپ لوگوں میں سے ہر آدمی کی بات لے بھی سکتے ہیں اور رد بھی کر سکتے ہیں سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ (الاحکام لابن حزم ۶/۲۹۳ وسندہ صحیح)

تبع تابعین میں سے کسی ایک ثقہ تبع تابعی سے تقلید شخصی و تقلید غیر شخصی کا کوئی ثبوت نہیں ہے لہٰذا اس پر بھی اجماع ہے کہ تمام ثقہ وصحیح العقیدہ تبع تابعین اہلِ حدیث تھے۔

دلیل چہارم: اتباع تبع تابعین میں سے ایک جماعت نے تقلید سے منع کیا ہے، مثلاً امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا۔ دیکھئے کتاب الام (مختصر المزنی ص ۱)

امام شافعی نے فرمایا: اور میری تقلید نہ کرو۔ (آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص ۵۱ وسندہ حسن)

امام احمد نے فرمایا: اپنے دین میں ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کرو۔

(مسائل ابی داود ص ۲۷۷)

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ طائفۂ منصورہ (اہلِ حق کا سچا گروہ) ہمیشہ حق پر غالب رہے گا۔ اس کی تشریح میں امام بخاری فرماتے ہیں: یعنی اس سے مراد اہل الحدیث ہیں۔

(مسألۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷ وسندہ صحیح)

امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا: اگر تو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ اہلِ حدیث سے محبت کرتا ہے تو یہ شخص سنت پر (عمل پیرا) ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۱۳۴ ح ۱۴۳ وسندہ صحیح)

امام احمد بن سنان الواسطی نے فرمایا: دنیا میں کوئی بھی ایسا بدعتی نہیں جو اہلِ حدیث سے بغض نہیں رکھتا۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴ وسندہ صحیح)

مزید حوالوں کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۹ص ۱۳تا ۳۳

معلوم ہوا کہ تمام صحیح العقیدہ اور ثقہ اتباع تبع تابعین اہلِ حدیث تھے اور تقلید نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ دوسروں کو بھی تقلید سے روکتے تھے۔

دلیل پنجم: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ (امام) مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ اور البزار وغیرہم اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، وہ علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے مقلدین نہیں تھے اور نہ مطلق طور پر مجتہد تھے۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۰ ص ۴۰)

معلوم ہوا کہ تمام صحیح العقیدہ اور ثقہ محدثین کرام تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اہلِ حدیث تھے۔ آج کل بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے۔ حافظ ابن تیمیہ کے درج بالا قول سے ان کے دعوے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ محدثینِ کرام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلق طور پر مجتہد نہیں تھے اور نہ تقلید کرتے تھے۔

یادرہے کہ ان جلیل القدر محدثین کا مجتہد نہ ہونا محلِ نظر ہے۔ دیکھئے دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۵۱

دلیل ششم: تیسری صدی ہجری کے آخری دور میں فوت ہونے والے امام قاسم بن محمد القرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) نے تقلید کے رد پر ایک کتاب ''الإیضاح فی الرد علی المقلدین'' لکھی۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۲۹ ت ۱۵۰)

دلیل ہفتم: چوتھی صدی ہجری میں فوت ہونے والے سچے امام ابوبکر عبداللہ بن ابی داود السجستانی (متوفی ۳۱۶ھ) نے فرمایا: اور تو اس قوم میں سے نہ ہونا جو اپنے دین سے کھیلتے ہیں ورنہ تو اہلِ حدیث پر طعن وجرح کر بیٹھے گا۔ (کتاب الشریعۃ للآجری ص ۹۷۵ وسندہ صحیح)

دلیل ہشتم: پانچویں صدی ہجری میں حافظ ابن حزم ظاہری اندلسی نے صدا بلند کی کہ

تقلید حرام ہے۔ (النبذۃ الکافیہ فی احکام اصول الدین ص ۷۰)

دلیل نہم: حافظ ابن قیم الجوزیہ نے اعلان کیا: اور (تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے جس صدی کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے اپنی (مقدس) زبان سے بیان فرمائی ہے۔ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۰۸)

حافظ ابن قیم نے اپنے مشہور قصیدے ''نونیہ'' میں فرمایا: اے اہلِ حدیث سے بغض رکھنے اور گالیاں دینے والے! تجھے شیطان سے دوستی قائم کرنے کی ''بشارت'' ہو۔

(الکافیہ الشافیہ ص ۱۹۹)

دلیل دہم: پانچویں صدی ہجری میں فوت ہونے والے ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بن التمیمی البغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) نے اپنی کتاب میں فرمایا: ''في ثغور الروم والجزيرة وثغور الشام وثغور آذربيجان وباب الأبواب كلهم على مذهب أهل الحديث من أهل السنة '' روم، جزیرہ، شام، آذربیجان اور باب الابواب کی سرحدوں پر تمام لوگ اہلِ سنت میں سے اہلِ حدیث کے مذہب پر ہیں۔ (اصول الدین ص ۳۱۷)

مذکورہ (ودیگر) دلائل سے صاف ثابت ہے کہ اہلِ حدیث اہلِ سنت ہیں اور نبی کریم ﷺ کے دور سے لے کر ہر دور میں اہلِ حدیث موجود رہے ہیں۔ والحمد للہ

اب چند الزامی دلائل پیشِ خدمت ہیں:

دلیل نمبر ۱: ''مفتی'' رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا:

''تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لیکر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔''

(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶، مودودی صاحب اور تخریب اسلام ص ۲۰)

اس دیوبندی اعتراف سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث ۱۰۱ ہجری اور ۲۰۱ ہجری سے روئے زمین پر موجود ہیں۔

دلیل نمبر۲: تفسیر حقانی کے مصنف عبدالحق حقانی دہلوی نے کہا: ''اور اہل سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہل حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں۔'' (حقانی عقائد الاسلام ص ۳)
یہ کتاب محمد قاسم نانوتوی کی پسند کردہ ہے۔ دیکھئے حقانی عقائد الاسلام کا آخر ص ۲۶۴

دلیل نمبر۳: درج بالا حوالے کی رُو سے محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے بھی اہلِ حدیث کو اہلِ سنت قرار دیا ہے اور اہلِ سنت کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

" ومن أهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل أن يخلق الله أبا حنيفة ومالكاً والشافعي وأحمد فإنه مذهب الصحابة ..." اور ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد کی پیدائش سے پہلے اہلِ سنت والجماعت میں سے ایک قدیم مشہور مذہب ہے، بے شک یہ مذہب صحابہ کا ہے...

(منہاج السنۃ النبویہ ج ا ص ۲۵۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث اہلِ سنت ہیں اور مذاہبِ اربعہ کے وجود سے پہلے روئے زمین پر موجود ہیں۔ والحمدللہ

دلیل نمبر۴: ''مفتی'' کفایت اللہ دہلوی دیوبندی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔'' (کفایت المفتی ج ا ص ۳۲۵ جواب: ۳۷۰)

دلیل نمبر۵: اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اگرچہ اس امر پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ مذاہب اربعہ کو چھوڑ کر مذہب خامس مستحدث کرنا جائز نہیں یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو اُس پر عمل جائز نہیں کہ حق دائر و منحصر ان چار میں ہے مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہل ظاہر ہر زمانہ میں رہے اور یہ بھی نہیں کہ سب اہلِ ہوی ہوں وہ اس اتفاق سے علیحدہ رہے دوسرے اگر اجماع ثابت بھی ہو جاوے مگر تقلید شخصی پر تو کبھی اجماع بھی نہیں ہوا۔'' (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۳۱)

خلاصۃ التحقیق: ''مفتی'' عبدالہادی وغیرہ جیسے کذابین کا یہ کہنا کہ ''اہلِ حدیث کا وجود انگریز کے دور سے پہلے نہ تھا'' بالکل جھوٹ اور باطل ہے۔ علمائے حق کے حوالوں اور تقلیدیوں کے اعترافات و بیانات سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ تقلید نہ کرنے والے اہلِ حدیث کا وجودِ مسعود پہلی صدی ہجری سے لے کر ہر دور میں رہا ہے۔ دوسری طرف دیوبندی و تقلیدی فرقوں کا وجود خیر القرون کا مبارک دور گزر جانے کے بعد مختلف ادوار میں پیدا ہوا ہے مثلاً دیوبندی مذہب کی بنیاد ۱۸۶۷ء میں انگریزوں کے دور میں رکھی گئی۔

اشرفعلی تھانوی دیوبندی سے پوچھا گیا کہ اگر تمھاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو (گے)؟ انھوں نے جواب دیا:

''محکوم بنا کر رکھیں کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم ہی بنا کر رکھیں گے مگر ساتھ ہی اسکے نہایت راحت اور آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انھوں نے ہمیں آرام پہونچایا ہے اسلام کی بھی تعلیم ہے اور اسلام جیسی تعلیم تو دنیا کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتی۔''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۵۵ ملفوظ: ۱۰۷)

معلوم ہوا کہ انگریزوں نے دیوبندیوں کو بہت آرام پہنچایا تھا۔ ایک انگریز نے جب مدرسۂ دیوبند کا معائنہ کیا تو اس مدرسے کے بارے میں نہایت اچھے خیالات کا اظہار کر کے لکھا: ''یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے۔''

(محمد احسن نانوتوی از محمد ایوب قادری ص ۲۱۷، فخر العلماء ص ۶۰)

انگریز سرکار کے اس موافق (حمایت و موافقت کرنے والے) ممد (مدد کرنے والے) اور معاون (تعاون کرنے والے) مدرسے کے بارے میں یہ ایک اہم حوالہ ہے جسے دیوبندیوں نے بذاتِ خود لکھا ہے اور کوئی تردید نہیں کی۔

اعتراض نمبر ۷: ''مفتی'' عبدالہادی دیوبندی وغیرہ کہتے ہیں کہ محدثین سب کے سب مقلد رہے ہیں۔

جواب: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے انگریزوں کے دور میں بننے والے مدرسۂ دیوبند

کے بانی محمد قاسم نانوتوی کی پیدائش سے صدیوں پہلے محدثین (مسلم، ترمذی، نسائی وغیرہم) کے بارے میں لکھا ہے: ''فهم علىٰ مذهب أهل الحديث ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ولاهم من الأئمة المجتهدين على الاطلاق''
پس وہ اہل حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے مقلدین نہیں تھے اور نہ مجتہد مطلق تھے۔ (مجموع الفتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰)

صرف اس ایک حوالے سے بھی عبدالہادی (اور اس کے ہر حامی) کا کذاب ہونا ثابت ہے۔ یاد رہے کہ ثقہ وصحیح العقیدہ محدثین میں سے کسی ایک کا بھی مقلد ہونا ثابت نہیں ہے۔ طبقاتِ حنفیہ وغیرہ کتب کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کتابوں میں مذکور سارے لوگ مقلد تھے۔ عینی حنفی (!) نے کہا: مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے اور ہر چیز کی آفت تقلید کی وجہ سے ہے۔ (البنایہ فی شرح الہدایہ ج ۱ ص ۳۱۷)
زیلعی حنفی (!) نے کہا: پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے۔
(نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۱۹) نیز دیکھئے دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۹، ۴۶

اعتراض نمبر ۸: ہندوستان میں اہلِ حدیث کا وجود انگریزوں کے دور سے پہلے نہیں ملتا۔

جواب: چوتھی صدی ہجری کے مؤرخ محمد بن احمد بن ابی بکر البشاری المقدسی (متوفی ۳۷۵ھ) نے منصورہ (سندھ) کے لوگوں کے بارے میں کہا:
''مذاهبهم أكثر أصحاب حديث ورأيت القاضي أبا محمد المنصوري داوديًا إمامًا في مذهبه وله تدريس و تصانيف، قدصنف كتبًا عدة حسنةً''
ان کے مذاہب یہ ہیں کہ وہ اکثر اصحابِ حدیث ہیں اور میں نے قاضی ابومحمد منصوری کو دیکھا جو داودی تھے اور اپنے مذہب کے امام تھے۔ وہ تدریس وتصنیف پر کاربند تھے۔ انھوں نے کئی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ (احسن التقاسیم فی معرفۃ الأقالیم ص ۴۸۱)
داود بن علی الظاہری کے منہج پر عمل کرنے والے ظاہری کہلاتے تھے اور تقلید سے دور تھے۔

احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ (دورِ حکومت ۱۱۶۱ھ بمطابق ۱۷۴۸ء تا ۱۱۶۷ھ بمطابق ۱۷۵۴ء) کے دور میں فوت ہو جانے والے شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ بمطابق ۱۷۵۱ء) فرماتے ہیں کہ ''جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے۔'' (رسالہ نجاتیہ اردو مترجم ص ۴۱، ۴۲)

شیخ محمد فاخر مزید فرماتے ہیں: ''لکن أحق مذاهب اهل حدیث ست''

مگر اہل حدیث کا مذہب دیگر مذاہب سے زیادہ حق پر ثابت ہے۔ (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱)

معلوم ہوا کہ مدرسۂ دیوبند و مدرسۂ بریلی کی پیدائش سے بہت پہلے ہندوستان میں اہلِ حدیث موجود تھے لہٰذا یہ کہنا کہ ''انگریزوں کے دور سے پہلے اہل حدیث کے وجود کا ثبوت نہیں ملتا'' بالکل جھوٹ اور باطل ہے۔ نیز دیکھئے جواب اعتراض نمبر ۶

اعتراض ۹: عبدالرحمٰن پانی پتی کہتا ہے کہ (مشہور اہلِ حدیث عالم) عبدالحق بنارسی (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا کو مرتد کہتا تھا اور کہتا تھا کہ صحابہ کا علم ہم سے کم تھا۔ دیکھئے پانی پتی کی کتاب کشف الحجاب ص ۴۶۔ عبدالحق بنارسی پر عبدالخالق نے تنبیہ الضالین ص ۱۳ میں تنقید کی ہے۔

جواب: عبدالرحمٰن پانی پتی ایک سخت فرقہ پرست تقلیدی تھا اور مولانا عبدالحق بنارسی کا سخت مخالف تھا۔ اس پانی پتی نے مذکورہ الزام کا کوئی حوالہ مولانا عبدالحق کی کسی کتاب سے پیش نہیں کیا اور نہ ایسی کوئی بات ان کی کسی کتاب میں موجود ہے لہٰذا عبدالرحمٰن پانی پتی نے تعصب و مخالفت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالحق بنارسی رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

عبدالخالق تقلیدی بھی مولانا عبدالحق کے مخالف گروہ کا ایک فرد تھا۔

میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کے سسر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عبدالخالق صحیح العقیدہ اور سچا تھا۔ کتنے ہی دیوبندی سسر ایسے ہیں جن کے داماد اہلِ حدیث ہیں! یہ بات عام لوگوں کو معلوم ہے کہ کسی بھی شخص کی اپنے مخالف کے خلاف بے حوالہ اور

بے ثبوت بات مردود ہوتی ہے۔

مولانا عبدالحق بنارسی کے بارے میں ابوالحسن ندوی کے باپ حکیم عبدالحئی (تقلیدی) نے لکھا ہے: "الشیخ العالم المحدث المعمر... أحد العلماء المشھورین"

(نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۲۶۶)

اس کے بعد حکیم عبدالحئی نے مولانا عبدالحق کی گستاخی میں چند باطل باتیں لکھ کر محمد بن عبدالعزیز الزینبی سے نقل کیا کہ "ولم أربعینی أفضل منه" میں نے ان (عبدالحق بنارسی) سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔ (نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۲۶۷) نیل الاوطار کے مصنف محمد بن علی الشوکانی نے اپنے شاگرد عبدالحق بنارسی کے بارے میں لکھا:

"الشیخ العلامة ... کثر اللّٰہ فوائدہ بمنه و کرمه ونفع بمعارفه ..."

(نزہۃ الخواطر ۷/ ۲۶۸)

سید عبداللہ بن محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی نے لکھا: "الولد العلامة زینة أھل الإستقامة ذو الطریقة الحمیدة والخصال الشریفة المعمورة" بیٹا، علامہ، اہلِ استقامت کی زینت، اچھے طریقے والا اور اچھی شریف خصلتوں والا۔ (نزہۃ الخواطر ۷/ ۲۷۰)

علماء کی اس تعریف کے بعد مولانا عبدالحق بنارسی (متوفی ۱۲۷۶ھ بمطابق ۱۸۶۰ء) کے خلاف عبدالرحمٰن پانی پتی، عبدالخالق اور آلِ تقلید کا جھوٹا پروپیگنڈا کیا معنی رکھتا ہے؟

یاد رہے کہ منیٰ (مکہ مکرمہ) میں فوت ہونے والے مولانا بنارسی سے آلِ تقلید کو یہ دشمنی اور غصہ ہے کہ انھوں نے تقلید کے رد میں ایک کتاب "الدر الفرید فی المنع عن التقلید" لکھی اور وہ تقلید کے سخت خلاف تھے۔ رحمہ اللہ

اعتراض نمبر ۱۰: اہلِ حدیث نے انگریزوں کی حمایت کی ہے۔

جواب: ۱۸۵۷ء میں جب انگریزوں کے خلاف مسلمانوں اور کافروں نے جنگِ آزادی لڑی تو علماء سے جہاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ علماء نے جہاد کے بارے میں فتویٰ دیا:

"درصورتِ مرقومہ فرض عین ہے۔"

اس فتوے پر اہلِ حدیث علماء میں سے ایک مشہور عالم سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (سابق حنفی و بتحقیق اہلِ حدیث) کے دستخط روزِ روشن کی طرح چمک رہے ہیں۔ دیکھئے محمد میاں دیوبندی کی کتاب علماء ہند کا شاندار ماضی (ج ۴ ص ۱۷۹) جانباز مرزا (دیوبندی) کی کتاب ''انگریز کے باغی مسلمان'' (ص ۲۹۳)

اس فتوے کے بعد جب انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کر لیا تو سید نذیر حسین کو گرفتار کر کے راولپنڈی جیل میں ایک سال تک بند رکھا گیا، جبکہ دوسری طرف عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی اور محمد قاسم نانوتوی وغیرہما کے بارے میں لکھا:

''جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۹)

ساری زندگی انگریز سرکار کے ''خیر خواہ ہی'' ثابت رہنے والوں کے بزرگ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے کہا: ''لڑنے کا کیا فائدہ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں۔''

(حاشیہ سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۰۳، علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۴ ص ۲۸۰)

یہ بات سخت عجیب وغریب ہے کہ خضر علیہ السلام (اپنی وفات کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر) کس طرح انگریزوں کی فوج میں آ گئے تھے؟ دیوبندیوں کا خضر علیہ السلام کو انگریزی فوج میں شامل کرنا تاریخ کا بہت بڑا جھوٹ اور فراڈ ہے۔

تنبیہ: ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے فتوے پر کسی ایک دیوبندی کے بھی دستخط نہیں ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"صاحب الحديث عندنا من يستعمل الحديث"

ہمارے نزدیک صاحب الحدیث وہ شخص ہے جو حدیث پر عمل کرتا ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب ۱/۱۴۴ ح ۱۸۳، وسندہ صحیح، مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۲۰۸ وسندہ صحیح)

فرقہ مسعودیہ اور اہل الحدیث

[بعض لوگ بشمول فرقہ مسعودیہ وخوارج یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ ہمارا نام صرف مسلم یا مسلمین ہے اور دوسرے تمام نام (خواہ صفاتی نام ہوں یا القاب) رکھنا ناجائز ہے یا بہتر نہیں ہے۔ ہمارے اس تحقیقی مضمون میں ان لوگوں کا دلائل وفہمِ سلف صالحین کی روشنی میں بہترین رد ہے۔ والحمدللہ]

کراچی کے ایک نوزائیدہ فرقے نے کافی عرصے سے اہل الحدیث والآثار کے خلاف تکفیر وتبدیع اور طعن وتشنیع کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ چونکہ بعض ناسمجھ اشخاص کا اس فرقے کے دام ہم رنگ زمین سے متاثر ہونے کا خدشہ ہے، لہٰذا اس مضمون کو تفصیل ودلائل سے لکھا گیا ہے، تاکہ فرقہ مسعودیہ کے دعاوی باطلہ اور الزام تراشیوں کا دندان شکن جواب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دینِ اسلام پر قائم رکھے اور سُبُل الضلالة (گمراہی کے راستوں) کے شیطان صفت داعیوں کے مغالطات سے بچائے۔ (آمین)

اہل الحدیث: محدثین کی جماعت کو اہل الحدیث کہا جاتا ہے، جس طرح مفسرین کی جماعت کو اہل التفسیر اور مورخین کی جماعت کو اہل التاریخ کہا جاتا ہے۔

دلیل (۱): صحیح بخاری کے مؤلف امام بخاری رحمہ اللہ نے ''جزء القراءۃ خلف الامام'' میں ص ۱۳ پر کہا: ''ولا یحتج أهل الحدیث بمثله'' یعنی اس جیسے سے اہل الحدیث حجت نہیں پکڑتے۔ (نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری ص ۸۸ ح ۳۸)

بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اہلِ حدیث کو طائفۂ منصورہ (جنتی اور حق والی جماعت) قرار دیا ہے۔ (مسألۃ الاحتجاج بالشافعی ص ۴۷ وسندہ صحیح، تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۱۶۱)

دلیل (۲): جامع ترمذی کے مؤلف امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجامع میں ج ۱ ص ۱۶ پر کہا: ''و ابن لهیعة ضعیف عند أهل الحدیث''

یعنی ابن لہیعہ اہل الحدیث (حدیث والوں) کے نزدیک ضعیف ہے۔ (ح ۱۰۷)

تنبیہ: عبداللہ بن لہیعہ چونکہ اختلاط کی وجہ سے ضعیف تھے اور مدلس بھی تھے، لہٰذا اُن کی بیان کردہ روایت دو شرطوں کے ساتھ حسن لذاتہ ہوتی ہے:

۱: روایت اختلاط سے پہلے کی ہو۔ (دیکھئے میری کتاب: الفتح المبین ص ۷۷۔۷۸)

۲: روایت میں سماع کی تصریح ہو۔ (ایضاً ص ۷۷ رقم ۱۴۰/۵)

دلیل (۳): آج تک کسی مسلم عالم نے اس بات کا انکار نہیں کیا کہ "أھل الحدیث" سے مراد محدثین کی جماعت ہے، لہٰذا اس صفاتی نام اور نسب کے جائز ہونے پر اجماع ہے۔

اہلِ حدیث لقب وصفاتی نام کے صحیح ہونے پر پچاس حوالوں کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات (ج ۱ ص ۱۶۱۔۱۷۴)

دلیل (۴): امام مسلم نے بھی محدثین کو اہل الحدیث کہا۔

(صحیح مسلم مع النووی ج ۱ ص ۵۵، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۵، ۲۶)

امام مسلم رحمہ اللہ بذاتِ خود بھی اہلِ حدیث تھے جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"و نحن لا نعني بأھل الحدیث المقتصرین علٰی سماعه ، أو کتابته أو روایته بل نعني بھم : کل من کان أحق بحفظه و معرفته و فھمه ظاھرًا و باطنًا و اتباعه باطنًا و ظاھرًا ، و کذلك أھل القرآن ."

اہل الحدیث سے ہمارا مقصود وہ اشخاص نہیں ہیں جو صرف حدیث کے سماع، کتابت اور روایت پر اکتفا کرتے ہیں، بلکہ ہم اس نام سے ہر وہ شخص مراد لیتے ہیں جو حدیث کو یاد کرتا ہے، اسے اس کی زیادہ پہچان ہے اور اس کی ظاہری وباطنی طور پر زیادہ سمجھ رکھتا ہے اور ظاہری وباطنی طور پر اس کی زیادہ اتباع کرتا ہے۔

اہل القرآن سے بھی یہی حضرات مراد ہیں۔ (مجموع فتاویٰ ج ۴ ص ۹۵)

حافظ ابن تیمیہ کے نزدیک امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابو یعلیٰ وغیرہم رحمہم اللہ سب اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے اور علماء میں سے کسی کے مقلد نہیں تھے۔

(دیکھئے مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰، تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۱۶۸)

اہل الحدیث کی فضیلت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تزال طائفة من أمتي ظاھرین حتی یأتیھم أمر اللہ وھم ظاھرون .)) یعنی میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ کا فیصلہ آ جائے گا اور وہ غالب ہوں گے۔

(صحیح بخاری: ۷۳۱۱، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ میری امت کا ایک طائفہ یعنی گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا۔ (صحیح مسلم: ۱۹۲۰، دارالسلام: ۴۹۵۵)

یاد رہے کہ یہ برتری دلائل کے ساتھ بھی ہوگی۔

۱: مشہور ثقہ عالم احمد بن سنان رحمہ اللہ (م ۲۵۹ھ) نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا:

"ھم أھل العلم و أصحاب الآثار"

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی ص ۲۷ رقم ۴۹ واسنادہ صحیح)

یعنی یہ اہلِ علم اور اصحاب الآثار ہیں۔

۲: دوسرے ثقہ امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (م ۲۳۴ھ) نے فرمایا:

" ھم أصحاب الحدیث " یعنی اس طائفہ سے مراد اصحاب الحدیث ہیں۔

(جامع ترمذی ۲/ ۴۳ ح ۲۱۹۲ واسنادہ صحیح)

اور دوسری روایت میں ہے کہ انھوں نے فرمایا:" ھم أھل الحدیث "

(جامع الترمذی ج ۴ ص ۵۰۵، سنن الترمذی مع عارضۃ الاحوذی ج ۹ ص ۷۴)

ثابت ہوا کہ اصحاب الحدیث اور اہلِ حدیث ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔

۳: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (م ۲۴۱ھ) نے اس حدیث کے معنی میں کہا:" إن لم تکن ھذہ الطائفة المنصورۃ أصحاب الحدیث فلا أدري من ھم ."

اگر اس طائفہ منصورہ سے مراد اگر اصحاب الحدیث (محدثین) نہیں ہیں تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ وسندہ صحیح وصححہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ۱۳/ ۲۵۰)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"صاحب الحديث عندنا من يستعمل الحديث ."

ہمارے نزدیک صاحبِ حدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرے۔ (الجامع للخطیب ۱/۲۱۹ ح ۱۸۶، و سندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۱/۱۴۴ ح ۱۸۳، مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۲۰۷۔۲۰۸)

تنبیہ: قولِ مذکور میں صاحب الحدیث سے مراد اہل الحدیث ہے۔

۴: حفص بن غیاث رحمہ اللہ (م ۱۹۴ھ) نے اصحاب الحدیث کے بارے میں فرمایا:

"هم خير أهل الدنيا" (معرفۃ علوم الحدیث ص ۳ و اسنادہ صحیح)

یعنی اصحاب الحدیث ساری دنیا میں سب سے بہتر ہیں۔

۵: حاکم رحمہ اللہ (م ۴۰۵ھ) نے بھی حفص بن غیاث رحمہ اللہ کی تصدیق کی اور فرمایا:

"إن أصحاب الحديث خير الناس" بے شک اصحاب الحدیث (محدثین) لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ (علوم الحدیث ص ۳)

ان ائمہ مسلمین کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ طائفہ منصورہ والی حدیث کا مصداق اصحاب الحدیث: اہل العلم، اہلِ حدیث (یعنی محدثین) ہیں اور اسی پر اجماع ہے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۱۶۱۔۱۷۴)

اہل الحدیث کے دشمن: اہل الحدیث (محدثین) کے دشمن ان پر طرح طرح کے الزامات مکذوبہ لگاتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ نے کہا:

"ليس في الدنيا مبتدع إلا وهو يبغض أهل الحديث و إذا ابتدع الرجل نزع حلاوة الحديث من قلبه ."

دنیا میں کوئی بھی ایسا بدعتی نہیں جو کہ اہل الحدیث سے بغض نہ رکھتا ہو۔ جب آدمی بدعتی ہو جاتا ہے تو حدیث کی حلاوت (مٹھاس) اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴ رقم ۶ وسندہ صحیح)

اہل الحدیث سے دشمنی کا انجام: چونکہ اہل الحدیث، مسلمین میں انتہائی اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور وہ حقیقت میں اولیاء اللہ ہیں۔

اولیاء اللہ کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((من عادى لي وليًا فقد آذنته بالحرب))

جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری ج۸ص۱۳۱ح۶۵۰۲)

غور فرمائیں! کتنی شدید وعید ہے۔

اب جو شخص ان اولیاء اللہ کی تکفیر کرتا ہے اور اس کا کیا انجام ہوگا؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تکفیر: تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، الاصابہ، لسان المیزان، تعجیل المنفعہ، الدرایہ اور التلخیص الحبیر وغیرہ کتب نافعہ کے مصنف، ثقہ، خاتم الحفاظ، حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی عدالت وجلالتِ شان پر محدثین کا اجماع ہے اور ان کی کتب سے انتفاع مسلسل جاری وساری ہے۔

کراچی میں چند سال پہلے ایک فرقہ، فرقہ مسعودیہ پیدا ہوا ہے جس کے بانی مسعود احمد بی ایس سی صاحب ہیں۔ اس فرقے نے اپنا نام ''جماعت المسلمین'' رکھ کر غیر اسلامی اور طاغوتی حکومت سے رجسٹرڈ (یعنی الاٹ) کرالیا ہے۔ مسعود صاحب نے ایک کتابچہ لکھا ہے جس کا نام ''مذاہب خمسہ (یعنی اہلِ حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اور دین اسلام'' رکھا ہے۔ اس کتابچہ میں چھ خانے ہیں:

(۱) اہل الحدیث (۲) حنفی (۳) شافعی

(۴) مالکی (۵) حنبلی اور (۶) دین اسلام

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسعود صاحب کے نزدیک اہل الحدیث وغیرہ دین اسلام سے خارج ہیں۔ مسعود صاحب اہل الحدیث کے خانے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو ان کی فتح الباری کے ساتھ لے آئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص۲۹)

معلوم ہوا کہ مسعود صاحب کے نزدیک حافظ ابن حجر رحمہ اللہ دینِ اسلام سے خارج ہیں۔ (استغفر اللّٰہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أیما رجل مسلم أکفر رجلاً مسلمًا فإن کان کافرًا وإلا کان ھو الکافر)) جو مسلم دوسرے مسلم کو کافر کہے (اس کی تکفیر کرے) اگر وہ کافر ہے (تو ٹھیک) ورنہ ایسا کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

(سنن ابی داود: ۴۶۸۷ واللفظ لہ وسندہ صحیح، واصلہ فی صحیح مسلم: ۶۰، دارالسلام: ۲۱۵)

فرقہ مسعودیہ کا دعویٰ مسلم: مسعود صاحب نے اس پر زور دیا ہے کہ ہمارا صرف ایک نام ہے یعنی مسلم، یہ نام اللہ کا رکھا ہوا ہے، فرقہ وارانہ نام نہیں۔ (مذہب اہل الحدیث کی حقیقت ص ۱)

تنبیہ: ہمارے علم کے مطابق مسعود صاحب سے پہلے اُمتِ مسلمہ میں (زمانۂ خیر القرون ہو، زمانۂ تدوینِ حدیث ہو یا زمانۂ شروحِ احادیث) کسی عالم نے بھی یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ "ہمارا نام صرف مسلم ہے۔"

اگر کسی کے پاس مسعود صاحب کے مذکورہ دعوے کی صراحت کسی عالم سے ثابت ہو تو حوالہ پیش کریں۔

مسعود صاحب اپنے خودساختہ دعوے کی "دلیل" پیش کرتے ہیں کہ "ھو سمّٰکم المسلمین" اللہ نے تمھارا نام مسلمین رکھا ہے۔ (الحج: ۷۸ بحوالہ رسالہ "المسلم" نمبر ۴ ص ۴۶)

جناب محترم ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے۔ لیکن اس آیت میں اس بات کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے۔ یا با الفاظ دیگر مسلم نام کے علاوہ دوسرے نام رکھنا ممنوع ہیں۔ اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارا ذاتی نام مسلم ہی ہے اور دنیا میں آج ہم اسی نام سے متعارف ہیں۔ چودہ سو سال سے دنیا ہمارے اس نام سے واقف ہے اور قیامت تک ہم اسی نام سے پہچانے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ ہمارے اور بھی بہت سے نام رکھے تھے جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔"

محترم دامانوی صاحب حفظہ اللہ کی تصدیق: محترم دامانوی صاحب حفظہ اللہ کے دعوے کی تصدیق میں ہم قرآن وسنت سے چند دوسرے نام والقاب پیش کر رہے ہیں:

۱: **المؤمن یا المؤمنون :** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾

(اے ایمان والو!) جو تمھیں سلام کہے اسے ہرگز یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے (کیا) تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو۔ (النساء:۹۴)

اور فرمایا:﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴾ بے شک مومنین آپس میں بھائی ہیں۔ (الحجرات:۱۰)

اور فرمایا:﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ یقیناً مومنین کامیاب ہوگئے۔ (المومنون:۱)

۲: **حزب اللّٰہ:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

جان لو کہ بے شک حزب اللہ، وہی فلاح پائیں گے (کامیاب ہیں۔) (المجادلۃ:۲۲)

تنبیہ: حزب اللہ کے مقابلے میں حزب الشیطان ہے اور حزب الشیطان والے حقیقی گھاٹے میں ہیں۔ (مثلاً ملاحظہ ہو سورۃ المجادلۃ:۱۹)

۳: **أولیاء اللّٰہ:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ جان لو کہ اللہ کے اولیاء کو نہ ڈر ہوگا اور نہ غم ہوگا۔ (یونس:۶۲)

اولیاء اللہ کے مقابلے میں اولیاء الشیطان ہیں۔

ان کے علاوہ درج ذیل نام بھی قرآن مجید سے ثابت ہیں:

(۱) المہاجرین (۲) الانصار (۳) السابقون الاولون

(۴) ربانیین (۵) الفقراء (۶) الصالحین

(۷) الشہداء (۸) الصدیقین وغیرہم

صحیح احادیث میں بھی مسلمین کے کئی ناموں کا ذکر ملتا ہے، مثلاً:

(۱) امۃ محمد (ﷺ) (صحیح بخاری:۵۲۲۱، ۶۶۳۱، صحیح مسلم:۹۰۱، دارالسلام:۲۰۸۹)

(۲) الغرباء (صحیح مسلم:۱۴۵، دارالسلام:۳۷۲)

(۳) طائفۃ (صحیح بخاری:۷۳۱۱، صحیح مسلم:۱۵۶، دارالسلام:۳۹۵ وغیرذلک)

(۴) حواریوں (صحیح مسلم:۵۰، دارالسلام:۱۷۹)

(۵) اصحاب (صحیح مسلم:۵۰، دارالسلام:۱۷۹)

(۶) الخلیفہ (مسند احمد ج۵ ص۱۳۱، واسنادہ حسن)

(۷) اہل القرآن (المستدرک ۱/۵۵۶ ح۲۰۴۶ وسندہ حسن، مسند ابی داود الطیالسی:۲۱۲۴ شاملہ)

(۸) اہل اللہ (دیکھئے حوالہ سابقہ:۷)

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے اور بھی بہت سے (صفاتی) نام ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے رکھے ہیں، لہٰذا فرقہ مسعودیہ کے بانی کا یہ دعویٰ باطل اور جھوٹا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف ایک ''مسلم'' رکھا ہے۔ اگر وہ کہیں کہ یہ صفاتی نام ہیں تو عرض ہے کہ صفاتی نام بھی نام ہی ہوتا ہے۔

دلیل (۱): اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ''اللہ'' ہے اور اس کے بہت سے صفاتی نام ہیں۔ مثلاً:

(۱) رب (سورۂ فاتحہ)　　(۲) الرحمٰن (سورۂ فاتحہ)

(۳) الرحیم (ایضاً)　　(۴) اِلٰہ (الناس)

(۵) العلیم　　(۶) القدیر

(۷) الملک　　(۸) القدوس وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾

اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں، اسے ان ناموں کے ساتھ پکارو۔ (الاعراف:۱۸۰)

اور فرمایا: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ آپ کہہ دیں کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو، جس نام سے بھی تم پکارو اس کے اچھے نام ہیں۔ (بنی اسرائیل:۱۱۰)

اللہ تعالیٰ کے ان صفاتی ناموں کو بھی ''نام'' ہی کہا گیا ہے۔

دلیل (۲): محمد ﷺ کا ذاتی نام محمد (ﷺ) ہے، اور آپ کا ذاتی نام احمد بھی ہے۔

﴿اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾ اس کا نام احمد ہے۔ (الصف:٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((أنا محمد و أحمد و المقفي والحاشر و نبي التوبة و نبي الرحمة))

میں محمد ہوں، احمد ہوں، مقفیٰ ہوں، حاشر ہوں، نبیِ توبہ اور نبیِ رحمت ہوں۔

(صحیح مسلم:۲۳۵۵، دارالسلام:٦١٠٨)

شرح السنہ للبغوی میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إن لي أسماء :أنا أحمد و أنا محمد و أنا الماحي الذي يمحو الله به الكفر و أنا الحاشر يحشر الناس على قدمي و أنا العاقب))

میرے (کئی) نام ہیں: میں احمد ہوں، محمد ہوں، ماحی ہوں جس سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے، حاشر ہوں لوگوں کو میرے قدموں پر اکٹھا کیا جائے گا اور میں عاقب (آخری نبی) ہوں۔

و قال البغوي :"هذا حديث متفق على صحته، أخرجه مسلم "(۲۱۲/۱۳ ح ۳٦۳۰)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا محمد ﷺ کے اور بھی بہت سے "اسماء" یعنی نام ہیں: مثلاً: احمد، الماحی، الحاشر، العاقب، المقفی، نبی التوبہ اور نبی الرحمہ وغیرہ۔

قرآن و حدیث کے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ صفاتی نام بھی نام ہی ہوتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور مسلمین

۱: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے مسلمین کو "المصلون" کہا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ اس کو بہت بہتر مشورہ بھی دیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۱۷ ح ۳۸۲۸۹، المستدرک ج ۴ ص ۴۴۴۔۴۴۵، وقال الحاکم:"هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه" رواية السفيان الثوري عن منصور قوية و باقي السند صحيح)

۲: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:" يا معشر قريش "

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۴۸۲ وسندہ صحیح، الحکم بن میناء ثقہ)

۳: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے "یا معاشر الأنصار" کہا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۵۶۷ ح ۳۸۱۹۹ وسندہ حسن)

۴: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ خلفاء کو صحابہ "امیر المومنین" کہتے تھے۔

یہ بات متواتر ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سے نام بھی صحابہ سے ثابت ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

اہل السنۃ: مسلمین، محدثین اور مومنین کو "اہل السنۃ" (یعنی سنت والے) بھی کہا گیا ہے۔

دلیل (۱): محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ (ت ۱۱۰ھ) نے فرمایا:

"فینظر إلی أھل السنة فیؤ خذ حدیثھم."

اہل السنۃ کی طرف دیکھا جاتا، پس ان کی حدیث لی جاتی۔ (صحیح مسلم مع النووی ج ۱ ص ۸۴)

خلاصہ یہ کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے مسلمین کے لئے "اہل السنۃ" کا نام استعمال کیا۔

تنبیہ: یہ نام فرقہ مسعودیہ کے نزدیک غیر ثابت، بدعت اور شریعت سازی ہے، لہٰذا ان کے نزدیک ابن سیرین رحمہ اللہ جن کی عدالت پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے، دین سے خارج اور فرقہ اہل السنۃ کے ایک فرد ہوں گے؟! (نعوذ باللّٰہ)

اب دیکھیں! ابن سیرین تابعی رحمہ اللہ (جو کہ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد اور صحیحین کے مرکزی راوی ہیں) ان پر فتویٰ کب لگتا ہے؟!

اہل السنۃ یا اس مفہوم کا لفظ درج ذیل ائمہ مسلمین نے بھی استعمال کیا ہے:

۱: ایوب السختیانی رحمہ اللہ (م ۱۳۱ھ)

(الکامل لابن عدی ج ۱ ص ۷۵ واسنادہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۳/ ۹، الجزء الثانی من حدیث یحییٰ بن معین: ۱۰۲)

۲: زائدہ بن قدامہ (الجامع للخطیب: ۷۵۵)

۳: احمد بن حنبل (المنتخب من علل الخلال: ۱۸۵)

۴: بخاری (جزء رفع یدین: ۱۵)

۵: یحییٰ بن معین (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۲۹۵۵، ترجمۃ ابی المعتمر یزید بن طہمان)

۶: ابوعبید القاسم بن سلام (الاموال: ۱۲۱۸، لا تجعل زکاتك، کتاب الایمان کا شروع)

۷: محمد بن نصر المروزی (کتاب الصلاۃ: ۵۸۸)

۸: حاکم نیشاپوری (المستدرک ا/۲۰۱ ح ۳۹۷)

۹: احمد بن الحسین البیہقی (م ۴۵۸ھ)

(دیکھئے کتاب الاعتقاد والهدایة الی سبیل الرشاد علی مذهب السلف واصحاب الحدیث وغیر ذلک من کتب البیہقی)

۱۰: ابوحاتم الرازی (م ۲۷۷ھ)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے جہمیہ کی یہ نشانی بتائی کہ وہ اہل السنۃ کو مشبہ کہتے ہیں۔

(اصول الدین: ۳۸، تحقیقی مقالات ج ۲ ص ۲۳)

۱۱: الامام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ (م ۳۱۰ھ) (صریح السنۃ للطبری ص ۲۰)

۱۲: فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (م ۱۸۷ھ)

(حلیۃ الاولیاء ۸/۱۰۳، ۱۰۴، واسنادہ صحیح، تہذیب الآثار للطبری ۲/۴۴ ح ۱۹۷۵، [شاملہ] وسندہ صحیح)

۱۳: شیخ الاسلام ابوعثمان اسماعیل الصابونی رحمہ اللہ (م ۴۴۹ھ)

ملاحظہ ہو ان کی کتاب "عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث والرسالۃ فی اعتقاد اہل السنۃ واصحاب الحدیث والائمۃ۔

۱۴: ابن عبدالبر الاندلسی (م ۴۶۳ھ) (التمہید ا/۸،۲/۲۰۹ وغیر ذلک)

۱۵: خطیب بغدادی (شرف اصحاب الحدیث)

۱۶: ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ القرطبی (م ۷۹۱ھ) الاعتصام للشاطبی (ج ۱ ص ۶۱)

۱۷: حافظ ذہبی رحمہ اللہ (م ۷۴۸ھ) دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۵ ص ۳۷۴)

۱۸: حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (م ۸۵۲ھ) مذاہب خمسہ مصنف مسعود احمد (ص ۳۹ بحوالہ فتح الباری ج ۱ ص ۲۸۱)

سنی کا نام: (۱) حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ایک شخص کے بارے میں کہا:

" الرازي السني الفقيه أحد أئمة السنة ." (سیر اعلام النبلاء ۱۰/۴۴۶)

زائدہ بن قدامہ رحمہ اللہ کو متعدد ائمہ نے "صاحب سنة" اور "من أهل السنة" قرار دیا ہے، مثلاً دیکھئے تہذیب التہذیب (۳/۲۶۴)

(۲) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التہذیب میں عبدالملک بن قریب الاصمعی البصری کے بارے میں کہا: " صدوق سني " (۴۲۰۸)

محمدی المذہب: محمد بن عمر الداودی رحمہ اللہ امام الحافظ المفید محدث العراق ابن شاہین رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ " وكان إذا ذكر له مذهب أحد، يقول: أنا محمدي المذهب ." جب ان سے کسی کے مذہب کا ذکر ہوتا، تو وہ فرماتے تھے کہ میں محمدی المذہب ہوں۔

(تاریخ بغداد للخطیب ۱۱/ ۲۶۷ وسندہ صحیح، ترجمۃ عمر بن احمد بن عثمان المعروف بابن شاہین)

خلاصہ: قرآن وحدیث اور ائمہ مسلمین کی متفقہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے اور بھی صفاتی نام ہیں جن سے انھیں پکارا گیا ہے، مثلاً اہل السنۃ، اہل الحدیث، سنی، محمدی المذہب اور حزب اللہ وغیرہ، لہٰذا مسعود صاحب کا یہ دعویٰ بالکل باطل و بلا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے۔

مسعود صاحب کے نزدیک "مسلم" نام کے علاوہ دوسرے سارے نام (مثلاً اہل السنۃ، اہل الحدیث، حزب اللہ وغیرہ) غیر صحیح وفرقہ ہیں اور ان کے نزدیک فرقہ بندی شرک، عذاب اور لعنت ہے۔ (مثلاً دیکھئے سٹیکر جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ)

لہٰذا ائمہ مسلمین مثلاً ابن سیرین تابعی رحمہ اللہ وغیرہ ان کے نزدیک دین اسلام سے خارج اور مشرک ٹھہرے۔ (معاذ اللّٰہ)

فتنۂ تکفیر: فرقہ مسعودیہ والے انتہائی دیدہ دلیری کے ساتھ محدثین کی تکفیر کر رہے ہیں۔ عملی طور پر یہ نہ کسی مسلم کو سلام کرتے ہیں اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف وہی "مسلم" ہے جو ان کے فرقہ مسعودیہ (جماعت المسلمین رجسٹرڈ) میں شامل ہو اور مسعود صاحب کی بیعت کر چکا ہو۔ دوسرا شخص اپنے آپ کو لاکھ مسلم کہے مگر وہی

ڈھاک کے تین پات۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من صلّى صلاتنا و استقبل قبلتنا و أكل ذبيحتنا فذاك المسلم الذي له ذمة الله و ذمة رسوله .))

جو کوئی ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہی "مسلم" ہے۔ جس کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے۔ (صحیح بخاری:۳۹۱)

بحث کا قطعی فیصلہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فادعوا بدعوى الله الذي سماكم المسلمين المؤمنين عباد الله .))

پس پکارو اس اللہ کی پکار کے ساتھ جس نے تمھارا نام مسلمین، مومنین، عباد اللہ رکھا ہے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی ج ۳ ص ۱۴۲، صحیح ابن حبان ۸/۴۳)

اس سند کو ابن خزیمہ، حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ: ۱۹۳۰، المستدرک ۱/۴۲۱، ۱۱۷، ۲۳۶)

امام ترمذی نے فرمایا: " هذا حديث حسن صحيح غريب " (ح ۲۸۶۳)

یحییٰ بن ابی کثیر نے ابو یعلیٰ وغیرہ کی سندوں میں سماع کی بھی تصریح کی ہے۔

فرقہ کی بحث: فرقہ کا اطلاق اہل الحق پر بھی ہوتا ہے اور اہل الباطل پر بھی، مگر مسعود صاحب مطلقاً کہتے ہیں: "فرقہ بندی شرک ہے۔" !!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يكون في أمتي فرقتان فيخرج من بينهما مارقة يلي قتلهم أولاهم بالحق .)) میری امت میں دو فرقے ہوں گے پھر اُن میں سے ایک مارقہ (گمراہ فرقہ، خوارج کا گروہ) نکلے گا جس سے وہ (فرقہ) قتال کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔ (صحیح مسلم: ۱۰۶۵، دارالسلام: ۲۴۵۹)

اور دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تفترق أمتي فرقتين فتمرق بينهما مارقة يقتلها أولى الطائفتين بالحق .))

میری امت دو فرقے ہو جائے گی اور ان کے درمیان ایک خارجی جماعت نکلے گی (یعنی

مارقہ) اس مارقہ کو (دونوں فرقوں میں سے) جو حق سے زیادہ قریب ہوگا قتل کرے گا۔ (مسند ابی یعلی الموصلی ج ۲ ص ۴۹۹ ح ۱۳۴۵، واسنادہ صحیح، واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ۸/ ۲۵۹، واحمد ۳/ ۷۹ ح ۱۱۳۲۶)

یہ دونوں فرقے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فرقے (گروہ) تھے اور ان کے درمیان خارجیوں کی جماعت نکلی تھی۔ اس ''جماعت'' کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی دونوں جماعتوں کو دو فرقے قرار دیا، لہٰذا معلوم ہوا کہ مسلمین کی جماعت کو ''فرقہ'' بھی کہا گیا ہے۔ یعنی ناجی فرقہ، اور یہ دونوں فرقے حق پر تھے۔

تلزم جماعت المسلمین وامامہم

فرقہ مسعودیہ کے بانی مسعود صاحب اس حدیث کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرا رہے ہیں، یعنی ''جماعت المسلمین'' سے مراد ان کی نوزائیدہ جماعت اور ''امام'' سے مراد وہ خود ذات شریف ہیں، پھر اس جماعت کو انھوں نے طاغوت کی حکومت سے ایک سے زیادہ بار رجسٹرڈ بھی کرایا ہے۔

جناب فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ الدامانوی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''فرقہ جدیدہ'' میں مسعود صاحب کا یہ طلسم توڑ دیا ہے اور دلائل و براہین قاطعہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ ''جماعۃ المسلمین'' سے مراد مسلمین کی حکومت و امارت ہے اور ''امام'' سے مراد خلیفہ و سلطان ہے۔ ظاہر ہے کہ مسعود صاحب کا فرقہ نہ تو حکومت و امارت پر مشتمل ہے اور نہ خلیفہ و سلطان پر، لہٰذا وہ اس حدیث کا مصداق نہیں ہے۔

مختصراً عرض ہے کہ اہل علم کا اس پر اتفاق (اجماع) ہے کہ اس ''جماعت'' سے مراد مسعود صاحب کی جماعت نہیں ہے۔ بلکہ یا تو امارت و حکومت والی سیاسی جماعت ہے یا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل الحق (یعنی اہل الحدیث) کی جماعت۔

امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کو ''قتال اہل البغی'' میں لائے ہیں۔ (السنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۵۶)

جس سے معلوم ہوا کہ بیہقی کے نزدیک بھی اس حدیث کا تعلق سیاسی امور سے ہے، ورنہ جماعت کے نہ ہونے کا کیا مطلب ہے۔ جب کہ امت کا ایک طائفہ (یعنی اہل الحق کی جماعت) قیامت تک ہمیشہ بغیر انقطاع باقی رہے گا۔ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اس سے مراد "امیر" قرار دیا ہے۔ یعنی حکومت کا امیر۔

((**تلزم جماعة المسلمين و إمامهم .**)) مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کو لازم پکڑلو، کی تشریح میں عرض ہے کہ جماعت المسلمین سے مراد خلافت المسلمین اور إمامهم سے مراد خلیفتهم (یعنی خلیفہ) ہے۔ اس تشریح کی دو دلیلیں درج ذیل ہیں:

۱: (سبیع بن خالد) الیشکری رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) کی سند سے روایت ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((**فإن لم تجد يومئذ خليفةً فاهرب حتى تموت ...**)) پھر اگر تم ان ایام میں کوئی خلیفہ نہ پاؤ تو بھاگ جاؤ حتیٰ کہ مر جاؤ۔

(سنن ابی داود: ۴۲۴۷، وسندہ حسن، مسند ابی عوانہ ۴/ ۴۲۰ ح ۷۱۶۸ شاملہ)

اس حدیث کے راویوں کی مختصر توثیق درج ذیل ہے:

(۱) سبیع بن خالد الیشکری رحمہ اللہ

انھیں ابن حبان، امام عجلی، حاکم، ابو عوانہ اور ذہبی نے ثقہ و صحیح الحدیث قرار دیا اور اس زبردست توثیق کے بعد انھیں مجہول یا مستور کہنا غلط ہے۔

تنبیہ: اس توثیق کے مقابلے میں سبیع بن خالد رحمہ اللہ پر کوئی قابلِ ذکر جرح موجود نہیں ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تحقیقی مقالات ج ۳ ص ۳۴۵۔ ۳۵۰)

(۲) صخر بن بدر العجلی رحمہ اللہ

انھیں ابن حبان اور ابو عوانہ نے ثقہ و صحیح الحدیث قرار دیا اور اس توثیق کے بعد شیخ البانی کا انھیں مجہول قرار دینا غلط ہے۔

(۳) ابو التیاح یزید بن حمید رحمہ اللہ

صحیحین و سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ ثبت تھے۔

(۴) عبدالوارث بن سعید رحمہ اللہ

صحیحین وسنن اربعہ کے راوی اور ثقہ ثبت تھے۔

(۵) مسدد بن مسرہد رحمہ اللہ

صحیح بخاری وغیرہ کے راوی اور ثقہ حافظ تھے۔

ثابت ہوا کہ یہ سند حسن لذاتہ ہے اور قتادہ (ثقہ مدلس) کی عن نصر بن عاصم عن سبیع بن خالد والی روایت صخر بن بدر کی حدیث کا شاہد ہے، جو کہ مسعود احمد بی ایس سی کے ''اصولِ حدیث'' کی رُو سے سبیع بن خالد رحمہ اللہ تک صحیح ہے۔

(دیکھئے سنن ابی داود: ۴۲۴۴ وصححہ الحاکم ۴/۴۳۲۔۴۳۳ ووافقہ الذہبی)

اس حسن روایت سے ثابت ہوا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے اور یاد رہے کہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ اس حدیث سے ''جماعت المسلمین'' اور ان کے امام، یعنی خلیفہ کی بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے۔

فائدہ: امام عجلی ثقہ امام اور معتدل تھے، آپ کو متساہل قرار دینا غلط ہے۔

(دیکھئے تحقیقی مقالات ج ۳ ص ۳۵۱۔۳۵۳)

۲: حافظ ابن حجر العسقلانی نے ''تلزم جماعة المسلمين و إمامهم'' کی تشریح میں فرمایا: '' قال البيضاوي :المعنى إذا لم يكن في الأرض خليفة فعليك بالعزلة و الصبر على تحمل شدة الزمان و عض أصل الشجرة كناية عن مكابدة المشقة .''

(قاضی) بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ اگر زمین میں خلیفہ نہ ہو تو تم (سب سے) علیحدہ ہو جانا اور زمانے کی سختیوں پر صبر کرنا۔ درخت کی جڑ چبانے کے اشارے سے مراد مصیبتیں برداشت کرنا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/۳۶ بحوالہ مکتبہ شاملہ)

حافظ ابن حجر نے محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) سے نقل کیا کہ ''والصواب أن المراد من الخبر لزوم الجماعة الذين في طاعة من اجتمعوا

علٰی تأمیرہ فمن نکث بیعته خرج عن الجماعة ، قال: و فی الحدیث أنه متی لم یکن للناس إمام فافترق الناس أحزابًا فلا یتبع أحدًا فی الفرقة و یعتزل الجمیع إن استطاع ذلك ... " اورصحیح یہ ہے کہ (اس) حدیث سے مراد اس جماعت کو لازمی پکڑنا ہے جو اس (امام) کی امارت پر جمع ہوتے ہیں، پس جس نے اپنی بیعت توڑ دی وہ جماعت سے خارج ہوگیا۔ فرمایا: اور حدیث میں (یہ بھی) ہے کہ اگر لوگوں کا امام (امیر بالا جماع) نہ ہو اور لوگوں نے پارٹیاں بنا رکھی ہوں تو دورِ اختلاف میں کسی ایک کی اتباع نہ کرے اور اگر طاقت ہو تو تمام (پارٹیوں) سے علیحدہ رہے۔

(فتح الباری ۱۳/۳۶ شاملہ)

شارح صحیح البخاری علامہ علی بن خلف بن عبد الملک ابن بطال القرطبی (متوفی ۴۴۹ھ) نے فرمایا:" و فیه حجة لجماعة الفقهاء في وجوب لزوم جماعة المسلمین و ترك القیام علٰی أئمة الجور " اور اس (حدیث) میں جماعت فقہاء کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازمی پکڑنا چاہئے اور ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہئے۔ (شرح صحیح بخاری لابن بطال ۱۰/۳۳ شاملہ)

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کی تشریح میں فرمایا:

" وهو کنایة عن لزوم جماعة المسلمین و طاعة سلاطینهم ولو عصوا "

اور یہ اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازمی پکڑا جائے اور مسلمانوں کے سلاطین (حکمرانوں) کی اطاعت کی جائے، اگرچہ وہ نافرمانیاں کریں۔ (فتح الباری ۱۳/۳۶ شاملہ)

شارحینِ حدیث (ابن جریر طبری، قاضی بیضاوی، ابن بطال اور حافظ ابن حجر) کی ان تشریحات (فہمِ سلف صالحین) سے ثابت ہوا کہ حدیث مذکور (تلزم جماعة المسلمین و إمامهم) سے مروجہ جماعتیں اور پارٹیاں (مثلاً مسعود احمد بی ایس سی کی جماعت المسلمین رجسٹرڈ) مراد نہیں بلکہ مسلمین (مسلمانوں) کی متفقہ خلافت اور اجماعی خلیفہ مراد ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ " من مات و لیس له إمام مات میتة جاهلیة "

جو شخص فوت ہو جائے اور اس کا امام (خلیفہ) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

(صحیح ابن حبان ۱۰/۴۳۴ ح ۴۵۷۳ وھو حدیث حسن)

اس حدیث کی تشریح میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا: کیا تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ (امام اسے کہتے ہیں) جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے (اور) ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے۔

پس اس حدیث کا یہی معنی ہے۔ (سوالات ابن ہانی: ۲۰۱۱، تحقیقی مقالات ۱/۴۰۳)

اس تشریح سے بھی یہی ثابت ہے کہ "و إمامهم" سے مراد وہ امام (خلیفہ) ہے، جس کی خلافت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہو اور اگر کسی پر پہلے سے ہی اختلاف ہو تو وہ اس حدیث میں مراد نہیں، لہٰذا فرقۂ مسعودیہ ("جماعت المسلمین رجسٹرڈ") کا اس حدیث سے اپنی خود ساختہ ونوزائدہ فرقی مراد لینا غلط، باطل اور بہت بڑا افراڈ ہے۔

آپ ان لوگوں سے پوچھیں کہ کیا کسی ثقہ وصدوق امام، محدث، شارح یا عالم نے زمانۂ خیر القرون، زمانۂ تدوینِ حدیث اور زمانۂ شارحین حدیث (پہلی صدی سے نویں صدی ہجری تک) میں اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جماعت المسلمین سے خلافت مراد نہیں اور امامھم سے خلیفہ مراد نہیں، بلکہ کاغذی رجسٹرڈ جماعت اور اس کا کاغذی بے اختیار امیر مراد ہے؟ اگر اس کا کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں، ورنہ عامۃ المسلمین کو گمراہ نہ کریں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے محترم ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ کی کتاب: "الفرقة الجديدة"

(ملنے کا پتا: ڈاکٹر ابو جابر دامانوی حفظہ اللہ بلاک ۳۸ مکان ۶۴۷ کیماڑی۔ کراچی، پوسٹ کوڈ 75620)

اہل السنۃ پر مسعود صاحب کے چند بچگانہ اعتراضات

مذاہب خمسہ نامی کتابچہ میں ص ۳۲ پر مسعود صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ نماز میں "اللّٰھم إني أعوذبك من عذاب جهنم ..." کا پڑھنا فرض ہے۔ اور صلوٰۃ الرسول ص ۲۷۸ سے حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کی ایک عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کر کے کہ

''دعائے مذکورہ کا پڑھنا ضروری نہیں'' اہل السنۃ (اہلِ حدیث) کو مطعون کرنے کی مکروہ کوشش کی ہے۔

جواب (۱): محترم حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب رحمہ اللہ کی ہر بات اہلِ حدیث کے لئے حجت نہیں اور نہ کوئی اہلِ حدیث ان کی ہر بات کو حجت سمجھتا ہے، لہٰذا اعتراض سرے سے ہی ختم ہو گیا۔

جواب (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثم لیتخیر من الدعاء أعجبه إلیه فیدعوا)) یعنی پھر آدمی اپنے لئے کوئی دعا پسند کرے اور وہی مانگے۔

(صحیح بخاری: ۸۳۵، صحیح مسلم: ۴۰۲)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو نمازی کو اختیار دیا ہے مگر مسعود صاحب اس اختیار کو سلب کر رہے ہیں۔

جواب (۳): امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے:

'' باب مایتخیر من الدعاء بعد التشهد و لیس بواجب '' تشہد کے بعد جو دعا بھی پسند ہو پڑھ سکتا ہے اور دعا کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔ (صحیح بخاری قبل ح ۸۳۵)

اگر مسعود صاحب بالقابہ کوئی فتویٰ لگاتے ہیں تو ان کے فتویٰ کی زد میں امام بخاری رحمہ اللہ بھی آجاتے ہیں۔ (ہم مسلمین کی تکفیر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں)

جواب (۴): فرض کریں کہ حکیم محمد صادق اور امام بخاری رحمہما اللہ کو غلطی لگی، تو یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے۔ اہل الحدیث کے نزدیک معیارِ حق اور حجت تین ہیں:

(۱) قرآن مجید (۲) صحیح احادیث (۳) اجماعِ امت

تنبیہ: قرآن مجید اور صحیح احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجماعِ امت بھی شرعی دلیل اور حجت ہے، نیز اجتہاد کا جواز بھی ثابت ہے اور آثارِ سلف صالحین سے استدلال بہترین اجتہاد ہے۔

اسی طرح مسعود صاحب اور ان کی پارٹی نے رسوائے زمانہ رسالچہ ''المسلم'' نامی

(برعکس نام نہند زنگی کافور) میں اہل الحدیث والآثار (یعنی محدثین اوران کے ساتھیوں) پر دستور المتقی نامی کتاب سے الزام تراشی کر رکھی ہے۔

حالانکہ اہلِ حدیث کے نزدیک دستور المتقی نہ قرآن ہے اور نہ مجموعہ صحیح احادیث، لہٰذا اس کتاب کا ہر حوالہ اہلِ حدیث کے خلاف حجت نہیں ہے۔ اس میں قرآن مجید کی جو آیات اور جو صحیح احادیث ہیں وہ حجت ہیں۔ اس کے مصنف کی ذاتی آراء کسی اہلِ حدیث کے نزدیک بھی حجت نہیں، لہٰذا اہلِ حدیث کیوں مطعون کیا جارہا ہے؟

مسعود صاحب کی ان طفلانہ حرکتوں سے کسے فائدہ پہنچے گا؟ کیا وہ محدثین کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط نہیں کر رہے ہیں؟

مثلاً: اہل الحدیث کا نام ان کے نزدیک بدعت ہوا، لہٰذا ان کے اصول پر امام بخاری وغیرہ بدعتی ٹھہرے کیونکہ انھوں نے یہ نام استعمال کیا۔ معاذ اللہ

یہ بدعت کی تان، کہاں جا ٹوٹتی ہے۔؟!

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبے کے دوران فرمایا: میرے رب نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تمھیں وہ سکھا دوں جس سے تم ناواقف ہو (وہ فرماتا ہے:) میں نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء (حنیف کی جمع) پیدا کیا ہے۔ مگر شیاطین ان کے پاس آکر انہیں بہکاتے ہیں اور جو چیزیں میں نے ان کے لئے حلال کی ہیں، انھیں ان کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔

(صحیح مسلم: ۲۸۶۵، دارالسلام: ۷۲۰۷)

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان بہکانے والے شیاطین سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اور اہل الحدیث (یعنی محدثین) کو اس دنیا میں سیاسی غلبہ دے کر ان کی جماعت المسلمین اور ان کا امام یعنی خلیفہ قائم کر دے۔ آمین

تنبیہ: یہ مضمون پہلے ''الفرقۃ الجدیدۃ'' کے شروع میں شائع ہوا تھا اور اب اصلاح، ترمیم وفوائد زائدہ کے ساتھ اسے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔ والحمد للہ

(۶/ اکتوبر ۲۰۱۱ء)

جماعت المسلمین سے کیا مراد ہے؟

سوال عرض ہے کہ ”جماعت المسلمین“ (رجسٹرڈ) بخاری و مسلم کی اس (آنے والی) حدیث کو اپنے حق میں پیش فرماتے ہیں، جبکہ ہمیں ان کے اس فہم واستفادہ سے، اس طرح کے استدلال سے اختلاف ہے۔ براہِ مہربانی خیر القرون کے فہم و استفادہ سے مستفیض فرمائیں۔

زیرِ تحت باب کیف الامر إذا لم تكن جماعة میں حدیث نمبر ۱۹۶۸... **قال : تلزم جماعة المسلمين و إمامهم . قلت : فإن لم يكن لهم جماعة و لا إمام؟ قال : فاعتزل تلك الفرق كلها و لو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت و أنت على ذلك .** (ج ۳ ص ۷۷۹)

صحیح مسلم، كتاب الامارة باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و في كل حال . (ج ۵ ص ۱۲۷)

محترم! اس تناظر میں قرون ثلاثہ کے حوالے سے مکمل راہنمائی فرمائیں کہ ”جماعت المسلمین“ (رجسٹرڈ) اس بنیاد پر

۱: سب کو گمراہ اور اپنے آپ کو کاملاً صحیح سمجھتے ہیں۔

۲: اپنی کئی کتب مثلاً (۱) دعوتِ اسلام (ص ۴۷۔۴۸) میں ۳۴ مذہبی جماعتوں (۲) دعوتِ فکر ونظر (ص ۴۹) میں ۳۳ مذہبی جماعتوں اور لمحہ فکریہ (ص ۴۲) وغیرہ میں ۳۴ مذہبی جماعتوں کے نام گنوائے ہیں، جن میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ (جماعتیں) چونکہ ”جماعت المسلمین“ (رجسٹرڈ سے) وابستہ نہیں، لہٰذا گمراہ ہیں۔

۳: سیاسی جماعتوں کا اس (میں) مطلق ذکر نہ بھی کسی خطرے سے خالی نہیں۔

براہِ کرم اپنے قیمتی لمحات میں سے کچھ وقت خصوصی راہنمائی کے لئے ضرور وقف

فرمائیں۔ (طالبِ اصلاح وخیر: طارق محمود، سعید آٹوز۔دینہ جہلم)

الجواب اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن اور صحیح حدیث حجت ہے اور قرآن و حدیث سے اجماعِ امت کا حجت ہونا ثابت ہے، لہٰذا ادلۂ شرعیہ تین ہیں:

ا: قرآن مجید

۲: احادیث صحیحہ وحسنہ لذاتہا، مرفوعہ

۳: اجماعِ اُمت

سبیل المومنین والی آیت کریمہ اور دیگر دلائل سے درج ذیل دو اہم اصول بھی ثابت ہیں:

ا: کتاب وسنت کا صرف وہی مفہوم معتبر ہے جو سلف صالحین (مثلاً صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، علمائے دین اور صحیح العقیدہ شارحینِ حدیث) سے متفقہ یا بغیر اختلاف کے ثابت ہے۔

۲: اجتہاد مثلاً آثارِ سلف صالحین سے استدلال۔

اس تمہید کے بعد سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث: ((تلزم جماعة المسلمین و إمامهم .)) مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کو لازم پکڑلو، کی تشریح میں عرض ہے کہ یہاں جماعت المسلمین سے مراد خلافت المسلمین ہے اور إمامهم سے مراد خلیفتهم (یعنی مسلمانوں کا خلیفہ) ہے۔اس تشریح کی دو دلیلیں درج ذیل ہیں:

ا: (سبیع بن خالد) الیشکری رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) کی سند سے روایت ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((فإن لم تجد یومئذ خلیفةً فاهرب حتی تموت ...)) پھر اگر تم ان ایام میں کوئی خلیفہ نہ پاؤ تو بھاگ جاؤ حتیٰ کہ مرجاؤ۔

(سنن ابی داود: ۴۲۴۷، وسندہ حسن، مسند ابی عوانہ ۴/ ۴۲۰ ح ۷۱۶۸ شاملہ)

اس حدیث کے راویوں کی مختصر توثیق درج ذیل ہے:

(ا) سبیع بن خالد الیشکری رحمہ اللہ

انھیں ابن حبان، امام عجلی، حاکم، ابوعوانہ اور ذہبی نے ثقہ وصحیح الحدیث قرار دیا، لہٰذا

اس زبردست توثیق کے بعد انھیں مجہول یا مستور کہنا غلط ہے۔

(۲) **صخر بن بدر العجلی رحمہ اللہ**

انھیں ابن حبان اور ابوعوانہ نے ثقہ و صحیح الحدیث قرار دیا، اور اس توثیق کے بعد شیخ البانی کا انھیں مجہول قرار دینا غلط ہے۔

(۳) **ابوالتیاح یزید بن حمید رحمہ اللہ**

صحیحین و سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ ثبت تھے۔

(۴) **عبدالوارث بن سعید رحمہ اللہ**

صحیحین و سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ ثبت تھے۔

(۵) **مسدد بن مسرہد رحمہ اللہ**

صحیح بخاری وغیرہ کے راوی اور ثقہ حافظ تھے۔

ثابت ہوا کہ یہ سند حسن لذاتہ ہے اور قتادہ (ثقہ مدلس) کی عن نصر بن عاصم عن سبیع بن خالد والی روایت صخر بن بدر کی حدیث کا شاہد ہے، جو کہ مسعود احمد بی ایس سی کے ''اصولِ حدیث'' کی رُو سے سبیع بن خالد رحمہ اللہ تک صحیح ہے۔

(دیکھئے سنن ابی داود: ۴۲۴۴ و صحیح الحاکم ۴/۴۳۲۔۴۳۳ ووافقہ الذہبی)

اس حسن (اور مسعودیہ کے اصول پر صحیح) روایت سے ثابت ہوا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے اور یاد رہے کہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے۔

۲: حافظ ابن حجر العسقلانی نے ''تلزم جماعة المسلمين و إمامهم'' کی تشریح میں فرمایا: '' قال البيضاوي: المعنى إذا لم يكن في الأرض خليفة فعليك بالعزلة و الصبر على تحمل شدة الزمان و عض أصل الشجرة كناية عن مكابدة المشقة.'' (قاضی) بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ اگر زمین میں خلیفہ نہ ہو تو تم (سب سے) علیحدہ ہو جانا اور زمانے کی سختیوں پر صبر کرنا۔ درخت کی جڑ چبانے کے اشارے سے مراد مصیبتیں برداشت کرنا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/۳۶ بحوالہ مکتبہ شاملہ)

حافظ ابن حجر نے محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) سے نقل کیا کہ
''والصواب أن المراد من الخبر لزوم الجماعة الذين في طاعة من اجتمعوا علٰى تأميره فمن نكث بيعته خرج عن الجماعة ، قال :و في الحديث أنه متى لم يكن للناس إمام فافترق الناس أحزابًا فلا يتبع أحدًا في الفرقة و يعتزل الجميع إن استطاع ذلك ... '' اور صحیح یہ ہے کہ (اس) حدیث سے مراد اس جماعت کو لازمی پکڑنا ہے جو اس (امام) کی امارت پر جمع ہوتے ہیں، پس جس نے اپنی بیعت توڑ دی وہ جماعت سے خارج ہو گیا۔ فرمایا: اور حدیث میں (یہ بھی) ہے کہ اگر لوگوں کا امام (امیر بالا جماع) نہ ہو اور لوگوں نے پارٹیاں بنا رکھی ہوں تو دورِ اختلاف میں کسی ایک کی اتباع نہ کرے اور اگر طاقت ہو تو تمام (پارٹیوں) سے علیحدہ رہے۔

(فتح الباری ۱۳/۳۶ شاملہ)

شارح صحیح البخاری علامہ علی بن خلف بن عبد الملک ابن بطال القرطبی (متوفی ۴۴۹ھ) نے فرمایا:'' و فيه حجة لجماعة الفقهاء في وجوب لزوم جماعة المسلمين و ترك القيام علٰى أئمة الجور '' اور اس (حدیث) میں جماعت فقہاء کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا چاہئے اور ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہئے۔ (شرح صحیح بخاری لابن بطال ۱۰/۳۳ شاملہ)

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے ایک ٹکڑے کی تشریح میں فرمایا:

'' وهو كناية عن لزوم جماعة المسلمين و طاعة سلاطينهم ولو عصوا ''
اور یہ اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑا جائے اور مسلمانوں کے سلاطین (حکمرانوں) کی اطاعت کی جائے، اگرچہ وہ نافرمانیاں کریں۔ (فتح الباری ۱۳/۳۶ شاملہ)

شارحینِ حدیث (ابن جریر طبری، قاضی بیضاوی، ابن بطال اور حافظ ابن حجر) کی ان تشریحات (فہم سلف صالحین) سے ثابت ہوا کہ حدیث مذکور (تلزم جماعة المسلمين و إمامهم) سے مروجہ جماعتیں اور پارٹیاں (مثلاً مسعود احمد بی ایس سی کی جماعت المسلمین

رجسٹرڈ) مراد نہیں بلکہ مسلمین (مسلمانوں) کی متفقہ خلافت اور اجماعی خلیفہ مراد ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ((من مات و ليس له إمام مات ميتة جاهلية)) جو شخص فوت ہو جائے اور اس کا امام (خلیفہ) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

(صحیح ابن حبان ۱۰/۴۳۴ ح ۴۵۷۳ وهو حديث حسن)

اس حدیث کی تشریح میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا: کیا تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ (امام وہ ہے) جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے (اور) ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے۔

پس اس حدیث کا یہی معنی ہے۔ (سوالات ابن ہانی: ۲۰۱۱، تحقیقی مقالات ۱/۴۰۳)

اس تشریح سے بھی یہی ثابت ہے کہ "و إمامهم" سے مراد وہ امام (خلیفہ) ہے، جس کی خلافت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہو اور اگر کسی پر پہلے سے ہی اختلاف ہو تو وہ اس حدیث میں مراد نہیں، لہٰذا فرقۂ مسعودیہ (''جماعت المسلمین رجسٹرڈ'') کا اس حدیث سے اپنی خود ساختہ ونوزائدہ فرقی مراد لینا غلط، باطل اور بہت بڑا افراڈ ہے۔

آپ ان لوگوں سے پوچھیں کہ کیا کسی ثقہ وصدوق امام، محدث، شارح یا عالم نے زمانۂ خیر القرون، زمانۂ تدوینِ حدیث اور زمانۂ شارحین حدیث (پہلی صدی سے نویں صدی ہجری تک) میں اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ جماعت المسلمین سے خلافت مراد نہیں اور امامھم سے خلیفہ مراد نہیں، بلکہ کاغذی رجسٹرڈ جماعت اور اس کا کاغذی بے اختیار امیر مراد ہے؟ اگر اس کا کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں، ورنہ عامۃ المسلمین کو گمراہ نہ کریں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے محترم ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ کی کتاب: "الفرقة الجديدة"

(ملنے کا پتا: ڈاکٹر ابو جابر دامانوی حفظہ اللہ بلاک ۳۸ مکان ۶۴۷ کیاڑی۔ کراچی، پوسٹ کوڈ 75620)

(۲۴/ ستمبر ۲۰۱۱ھ، جامعۃ الامام البخاری، مقامِ حیات سرگودھا)

اصحاب الحدیث کون؟

ابو طاہر برکۃ الحوزی الواسطی نے کہا: میں نے مالک اور شافعی کی افضلیت کے بارے میں ابوالحسن (علی بن محمد بن محمد بن الطیب) المغازلی (متوفی ۴۸۳ھ) سے مناظرہ کیا، چونکہ میں شافعی المذہب تھا لہٰذا شافعی کو افضل قرار دیا اور وہ مالکی المذہب تھے لہٰذا انھوں نے مالک (بن انس) کو افضل قرار دیا، پھر ہم دونوں نے ابو مسلم (عمر بن علی بن احمد بن اللیث) اللیثی البخاری (متوفی ۴۶۶ھ یا ۴۶۸ھ) کو فیصلہ کرنے والا ثالث (جج) بنایا تو انھوں نے شافعی کو افضل قرار دیا، پس ابوالحسن غصے ہو گئے اور کہا: شاید تم اُس (امام شافعی) کے مذہب پر ہو؟ انھوں (امام ابو مسلم اللیثی البخاری رحمہ اللہ) نے فرمایا:

''نحن ـ أصحاب الحديث ـ الناس على مذاهبنا فلسنا على مذهب أحد ولو كنا ننتسب إلى مذهب أحد لقيل: أنتم تضعون له الأحاديث''

ہم اصحاب الحدیث ہیں، لوگ ہمارے مذاہب پر ہیں، ہم کسی کے مذہب پر نہیں ہیں اور اگر ہم کسی ایک مذہب کی طرف منسوب ہوتے تو کہا جاتا کہ تم اس (مذہب) کے لیے حدیثیں بناتے ہو۔ (سوالات الحافظ السلفی لخمیس الحوزی ص ۱۱۸ ت ۱۱۳)

معلوم ہوا کہ اصحاب الحدیث (اہل الحدیث) کسی تقلیدی مذہب مثلاً شافعیت اور مالکیت کے مقلد نہیں تھے بلکہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے تھے۔ اس عظیم الشان حوالے کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اصحاب الحدیث شافعیت و مالکیت وغیرہما کی تقلید کرنے والے تھے (!) تو یہ شخص اپنا دماغی معائنہ کروالے۔

تنبیہ: امام ابو مسلم اللیثی ثقہ تھے۔

دیکھئے میری کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (ص ۵۸ ت ۳/۹۰) اور سیر اعلام النبلاء (۱۸/۴۰۸)

سلف صالحین اور تقلید

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی محمد رسول اللّٰہ : خاتم النبیین ﷺ و رضي اللّٰہ عن أصحابہ أجمعین و من تبعھم إلٰی یوم الدین ،

أما بعد:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

کہہ دیجئے! کیا جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ (دونوں) برابر ہیں؟ (الزمر:۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی دو (بڑی) قسمیں ہیں:

۱: علماء (درجات کے لحاظ سے علماء کی کئی اقسام ہیں اور اُن میں طالب علم بھی شامل ہیں۔)

۲: عوام (عوام کی کئی اقسام ہیں اور اُن میں اَن پڑھ لاعلم بھی شامل ہیں۔)

عوام کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اہل الذکر (علماء) سے پوچھیں۔ (دیکھئے سورۃ النحل:۴۳)

یہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔ دیکھئے منتہی الوصول لابن الحاجب النحوی (ص ۲۱۸۔۲۱۹) اور میری کتاب: دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۱۶)

اگر پوچھنا تقلید ہوتا تو بریلویوں اور دیوبندیوں کے عوام موجودہ بریلوی اور دیوبندی علماء کے مقلد ہوتے اور اپنے آپ کو کبھی حنفی ، ماتریدی یا نقشبندی وغیرہ نہ کہتے۔ کوئی سرفرازی ہوتا اور کوئی اَمینی ، کوئی تقوِی ہوتا اور کوئی گھمنی (!) حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں لہٰذا مطلق پوچھنے کو تقلید قرار دینا غلط اور باطل ہے۔

علماء کے لئے تقلید جائز نہیں بلکہ حسبِ استطاعت کتاب وسنت اور اجماع پر قولاً وفعلاً عمل کرنا ضروری ہے اور اگر ادلۂ ثلاثہ میں کوئی مسئلہ نہ ملے تو پھر اجتہاد (مثلاً متفقہ وغیر مختلفہ آثارِ سلف صالحین سے استدلال اور قیاس صحیح وغیرہ) جائز ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے فرمایا: " و إذا کان المقلّد لیس من

العلماء باتفاق العلماء لم يدخل في شيءٍ من هذه النصوص ''اور جب مقلد علماء میں سے نہیں ہے جیسا کہ علماء کا اتفاق (اجماع) ہے (لہٰذا) وہ ان دلائل (آیات و احادیث میں بیان شدہ فضائل) میں داخل نہیں ہے۔ (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۰۰)

اس قول کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ عالم مقلد نہیں ہوتا۔

حافظ ابن عبدالبر الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے فرمایا: '' قالوا : والمقلّد لا علم له و لم يختلفوا في ذلك ''اور انھوں (علماء) نے فرمایا: اور مقلد لاعلم (جاہل) ہوتا ہے اور اس میں اُن کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۲۳۱ باب فساد التقلید)

اس اجماع سے بھی یہی ثابت ہے کہ عالم مقلد نہیں ہوتا، بلکہ حنفیوں کی کتاب الہدایہ کے حاشیے پر لکھا ہوا ہے کہ '' يحتمل أن يكون مراده بالجاهل المقلّد لأنه ذكره في مقابلة المجتهد ''اس کا احتمال ہے کہ جاہل سے اُن کی مراد مقلد ہے کیونکہ انھوں نے اسے مجتہد کے مقابلے میں ذکر کیا ہے۔ (ہدایہ اخیرین ص ۱۳۲، حاشیہ: ۶، کتاب ادب القاضی)

اس تمہید کے بعد اس تحقیقی مضمون میں ایک سو (۱۰۰) علماء کے حوالے پیشِ خدمت ہیں، جن کے بارے میں صراحتاً ثابت ہے کہ وہ تقلید نہیں کرتے تھے:

۱) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' لا تقلّدوا دينكم الرجال ... '' إلخ اپنے دین میں مَردوں (یعنی لوگوں) کی تقلید نہ کرو۔ الخ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۱۰، وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۳۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' أُغد عالمًا أو متعلّمًا و لا تغد إمّعة بيـن ذلك '' عالم بنو یا متعلم (سیکھنے والا، طالب علم) بنو، ان دونوں کے درمیان (یعنی اُن کے علاوہ) مقلد نہ بنو۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ۱/ ۷۱۔۷۲ ح ۱۰۸، وسندہ حسن)

اِمّعہ کا ایک ترجمہ مقلد بھی ہے۔

دیکھئے تاج العروس (ج ۱۱ ص ۴) المعجم الوسیط (ص ۲۶) اور القاموس الوحید (ص ۱۳۴)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

۱: عالم ۲: طالب علم ۳: مقلد

انھوں نے لوگوں کو مقلد بننے سے منع فرما دیا تھا اور عالم یا طالب علم بننے کا حکم دیا تھا۔

۲) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أما العالم فإن اهتدى فلا تقلّدوه دينكم" إلخ اگر عالم ہدایت پر بھی ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔ الخ (جامع بیان العلم وفضلہ ۲/۲۲۲ ح ۹۵۵، وسندہ حسن)

نیز دیکھئے دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۳۵۔۳۷)

تنبیہ: تمام صحابۂ کرام میں سے کسی ایک صحابی سے بھی تقلید کا صریح جواز قولاً یا فعلاً ثابت نہیں ہے بلکہ حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) نے فرمایا:

اول سے آخر تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اول سے آخر تک تمام تابعین کا ثابت شدہ اجماع ہے کہ ان میں سے یا ان سے پہلے کسی (اُمتی) انسان کے تمام اقوال قبول کرنا منع اور ناجائز ہے۔ الخ (النبذة الکافیہ لابن حزم ص ۷۱، الرد علیٰ من اخلد الی الارض للسیوطی ص ۱۳۱۔۱۳۲، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۴۔۳۵)

۳) امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) امام دار الہجرۃ بہت بڑے مجتہد تھے۔ طحطاوی حنفی نے ائمۂ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد) کے بارے میں کہا: "وهم غير مقلدين" اور وہ غیر مقلد تھے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۵۱)

محمد حسین "حنفی" نامی ایک شخص نے لکھا ہے: "ہر مجتہد اپنے مظنونات پر عمل کرے اسی لئے ائمہ اربعہ سب کے سب غیر مقلد ہیں۔" (معین الفقہ ص ۸۸)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے کہا: "مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور اپنے جیسے مجتہد کی تقلید حرام ہے۔" الخ (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۴۳۰)

سرفراز خان صفدر گکھڑوی دیوبندی نے کہا: "اور تقلید جاہل ہی کیلئے ہے جو احکام اور دلائل سے ناواقف ہے یا تعارض ادلہ میں تطبیق وترجیح کی اہلیت نہیں رکھتا..."

(الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۲۳۴)

٤) امام اسماعیل بن یحییٰ المزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲٦۴ھ) نے فرمایا:

میرا یہ اعلان ہے کہ امام شافعی نے اپنی تقلید اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے تا کہ (ہر شخص) اپنے دین کو پیشِ نظر رکھے اور اپنے لئے احتیاط کرے۔

(مختصر المزنی ص ۱، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۸)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**ولا تقلّدوني** '' اور میری تقلید نہ کرو۔

(آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص ۵۱، وسندہ حسن، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۸) نیز دیکھئے فقرہ نمبر ۳

۵) اہلِ سنت کے مشہور امام اور مجتہد احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) نے امام اوزاعی اور امام مالک کے بارے میں اپنے شاگرد امام ابوداود سجستانی رحمہ اللہ سے فرمایا:

'' **لا تقلّد دینك أحدًا من ھؤلاء** '' **إلخ** اپنے دین میں اُن میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کر... الخ (مسائل ابی داود ص ۲۷۷) نیز دیکھئے فقرہ: ۳

فائدہ: علامہ نووی نے فرمایا: ''**فإن المجتھد لا یقلّد المجتھد** '' کیونکہ بے شک مجتہد مجتہد کی تقلید نہیں کرتا۔ (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۱۰ تحت ح ۲۱)

ابن الترکمانی (حنفی) نے کہا: ''**فإن المجتھد لا یقلّد المجتھد** '' کیونکہ بے شک مجتہد مجتہد کی تقلید نہیں کرتا۔ (الجوہر النقی علی السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٦ ص ۲۱۰)

تنبیہ: بعض لوگوں نے (اپنے نمبر بڑھانے کے لئے) کئی علماء کو طبقاتِ مالکیہ، طبقاتِ شافعیہ، طبقاتِ حنابلہ اور طبقاتِ حنفیہ میں ذکر کیا ہے، جو کہ مذکورہ علماء کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں مثلاً:

۱: امام احمد بن حنبل کو طبقاتِ شافعیہ للسبکی (ج ۱ ص ۱۹۹، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۲٦۴) میں ذکر کیا گیا ہے۔

۲: امام شافعی کو طبقاتِ مالکیہ (الدیباج المذہب ص ۳۲٦ تا ۳۳۷) اور طبقاتِ حنابلہ (۲۸۰/۱) میں ذکر کیا گیا ہے۔

کیا امام احمد امام شافعی کے مقلد اور امام شافعی امام مالک وامام احمد کے مقلد تھے؟!

معلوم ہوا کہ طبقاتِ مذکورہ میں کسی عالم کا مذکور ہونا اُس کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ نیز دیکھئے تنقید سدید بررسالہ اجتہاد وتقلید لشیخنا الامام ابی محمد بدیع الدین الراشدی السندی رحمہ اللہ (ص ۳۳۔۳۷)

۶) امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی الکابلی رحمہ اللہ کے بارے میں طحطاوی حنفی کا قول گزر چکا ہے کہ وہ غیر مقلد تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳

اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے کہا: ''کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے۔''

(مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵، ملفوظات حکیم الامت ج ۲۴ ص ۳۳۲)

امام ابوحنیفہ نے اپنے شاگرد قاضی ابو یوسف سے کہا:

میری ہر بات نہ لکھا کر، میری آج ایک رائے ہوتی ہے اور کل بدل جاتی ہے۔ کل دوسری رائے ہوتی ہے تو پھر پرسوں وہ بھی بدل جاتی ہے۔

(تاریخ یحییٰ بن معین، روایۃ الدوری ج ۲ ص ۶۰۷ ت ۲۴۶۱ وسندہ صحیح، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۸۔۳۹)

فائدہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم رحمہما اللہ دونوں نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ نے تقلید سے منع کیا ہے۔ دیکھئے مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۰/۱۰، ۲۱۱) اعلام الموقعین (۲/۲۰۰، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۸) اور الرد علیٰ من اخلد الی الارض للسیوطی (ص ۱۳۲)

اپنے آپ کو حنفی سمجھنے والوں کی درج ذیل کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تقلید سے منع کیا ہے:

مقدمہ عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایہ (ص ۹) لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر للکوثری (ص ۲۱) حجۃ اللہ البالغہ (۱/۱۵۷)

۷) شیخ الاسلام ابو عبدالرحمٰن بقی بن مخلد بن یزید القرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) کے بارے میں امام ابو عبداللہ محمد بن الفتوح بن عبداللہ الحمیدی الازدی الاندلسی الاثری الظاہری رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے اپنے استاذ ابو محمد علی بن احمد عرف ابن حزم سے نقل کیا:

"و كان متخيّرًا لا يقلّد أحدًا "

اور وہ (کتاب وسنت اور راجح کو) اختیار کرتے تھے، کسی ایک کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

(جذوۃ المقتبس فی ذکر ولاۃ الاندلس ص ۱۶۸، تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۰/ ۲۷۹)

حافظ ابن حزم کا قول کتاب الصلۃ لابن بشکوال (۱/ ۱۰۸ت ۲۸۴) میں بھی مذکور ہے

اور حافظ ذہبی نے بقی بن مخلد کے بارے میں فرمایا:

"و كان مجتهدًا لا يقلّد أحدًا بل يفتي بالأثر "اور وہ مجتہد تھے، کسی ایک کی تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ اثر (حدیث وآثار) کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

(تاریخ الاسلام ج ۲۰ ص ۳۱۳ وفیات ۲۷۶ھ)

فائدہ: حافظ ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے فرمایا: "الأثري ... هذه النسبة إلى الأثر يعني الحديث وطلبه و اتباعه "

اثری ... یہ اثر یعنی حدیث، حدیث کی طلب اور اس کی اتباع کی طرف نسبت ہے۔

(الانساب ۱/ ۸۴)

حافظ سمعانی رحمہ اللہ نے فرمایا: " الظاهري ... هذه النسبة إلٰى أصحاب الظاهر وهم جماعة ينتحلون مذهب داود بن علي الأصبهاني صاحب الظاهر فإنهم يجرون النصوص علٰى ظاهرها و فيم كثرة "

ظاہری ... یہ اصحابِ ظاہر کی طرف نسبت ہے اور یہ جماعت ہے جو داود بن علی اصبہانی ظاہری کے مذہب (طریقے) پر ہے، یہ لوگ نصوص (قرآن وحدیث کے دلائل) کو ظاہر پر جاری کرتے ہیں اور یہ لوگ کثرت سے ہیں۔ (الانساب ج ۴ ص ۹۹)

حافظ سمعانی رحمہ اللہ نے فرمایا: " السَّلَفي ... هذه النسبة إلى السلف و انتحال مذهبهم علٰى ما سمعت "سلفی ... جیسا کہ میں نے سُنا ہے: یہ سلف اور اُن کے مذہب (مسلک) اختیار کرنے کی طرف نسبت ہے۔ (الانساب ج ۳ ص ۲۷۳)

اس سے معلوم ہوا کہ صحیح العقیدہ مسلمین کے بہت سے صفاتی نام اور اَلقاب ہیں لہٰذا

سلفی، ظاہری، اثری، اہلِ حدیث اور اہلِ سنت سے مراد وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہیں جو قرآن، حدیث اور اجماع کی اتباع کرتے ہیں اور کسی اُمتی کی تقلید نہیں کرتے۔ والحمدللہ

۸) امام ابو محمد عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہری المصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا:

" و کان ثقة حجة حافظًا مجتهدًا لا يقلّد أحدًا، ذا تعبدو زهد . "

اور آپ ثقہ (روایتِ حدیث میں) حجت، حافظ مجتہد تھے، آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے، آپ عبادت اور زہد والے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۰۵ ت ۲۸۳)

۹) ابو علی الحسن بن موسیٰ الاشیب البغدادی قاضی موصل رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۹ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا: " وكان من أوعية العلم لا يقلّد أحدًا . "

اور وہ علم کے خزانوں میں سے تھے، کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۶ ص ۵۶۰)

۱۰) ابو محمد القاسم بن محمد بن قاسم بن محمد بن یسار البیانی القرطبی الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا: " ولازم ابن عبدالحكم حتى برع في الفقه و صار إمامًا مجتهدًا لا يقلّد أحدًا وهو مصنف كتاب الإيضاح في الرد على المقلدين . " اور انھوں نے (محمد بن عبداللہ) ابن عبدالحکم (بن اعین بن لیث المصری) کی مصاحبت اختیار کی حتیٰ کہ فقہ میں بہت ماہر ہو گئے اور امام مجتہد بن گئے، آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے، آپ **الایضاح فی الرد علی المقلدین** کتاب کے مصنف ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ۲/۶۴۸ ت ۶۷۱)

مقلدین کے رد میں آپ کی اس کتاب کا درج ذیل علماء نے بھی ذکر کیا ہے:

۱: الحمیدی الاندلسی الظاہری (جذوۃ المقتبس ۱/۱۱۸، بحوالہ المکتبۃ الشاملہ)

۲: عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی (طبقات الشافعیہ الکبریٰ ۱/۵۳۰)

۳: صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی (الوافی بالوفیات ج ۲۴ ص ۱۱۶)

۴: جلال الدین السیوطی (طبقات الحفاظ ص ۲۸۸ ت ۶۴۷)

تنبیہ: ہمارے علم کے مطابق زمانۂ تدوینِ حدیث (پانچویں صدی ہجری) بلکہ آٹھویں صدی ہجری تک کسی ثقہ وصدوق صحیح العقیدہ عالم نے کتاب الدفاع عن المقلدین، کتاب جواز التقلید، کتاب وجوب التقلید یا اس مفہوم کی کوئی کتاب نہیں لکھی اور اگر کسی کو اس تحقیق سے اختلاف ہے تو صرف ایک صریح حوالہ پیش کر دے۔ ھل من مجیب ؟

۱۱) ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری شیخ الحرم رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا: "وکان مجتهدًا لا یقلّد أحدًا" اور آپ مجتہد تھے، کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۷۸۲/۳ ت ۷۷۵، تاریخ الاسلام ۵۶۸/۲۳)

علامہ نووی شافعی نے کہا: "ولا یلتزم التقید فی الاختیار بمذهب أحد بعینه ولا یتعصب لأحد ولا علٰی أحد علٰی عادۃ أهل الخلاف بل یدور مع ظهور الدلیل و دلالة السنة الصحیحة و یقول بها مع من کانت و مع هذا فهو عند أصحابنا معدود من أصحاب الشافعي ..."

وہ اختیار میں کسی معین مذہب کی قید کا التزام نہیں کرتے تھے اور نہ کسی کے لئے تعصب کرتے تھے جیسا کہ اختلاف کرنے والے لوگوں کی عادت ہوتی ہے، بلکہ دلیل ظاہر ہونے اور سنتِ صحیحہ کے قائل تھے، چاہے دلیل کسی کے پاس ہو، اس کے باوجود ہمارے اصحاب نے انھیں اصحابِ شافعی میں ذکر کیا ہے...الخ (تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۱۹۷)

نووی کی بات کا ایک حصہ نقل کر کے حافظ ذہبی نے فرمایا: "ما یتقیّد بمذهب واحد إلا من هو قاصر فی التمکّن من العلم کأکثر علماء أهل زماننا أو من هو متعصب"

ایک مذہب کی قید کو وہی اختیار کرتا ہے جو حصولِ علم پر قادر ہونے سے قاصر ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے کے اکثر "علماء" ہیں یا (پھر) جو متعصب ہوتا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۴۹۱)

ان حوالوں سے دو باتیں ظاہر ہیں:

۱: مذاہب کی تقلید وہی کرتا ہے جو جاہل یا متعصب ہے۔
۲: تقلیدی مذاہب والوں نے کئی علماء کو اپنے اپنے طبقات میں ذکر کر دیا ہے، حالانکہ مذکورہ علماء کا مقلد ہونا ثابت نہیں بلکہ وہ تقلید کے مخالف تھے لہٰذا مقلدین کی کتبِ طبقات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۱۲) صدوق حسن الحدیث کے درجے پر فائز ابو علی الحسن بن سعد بن ادریس الکتامی القرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۱ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا:
''**و كان علامة مجتهدًا لا يقلّد و يميل إلى أقوال الشافعي**'' اور وہ علامہ مجتہد تھے، تقلید نہیں کرتے تھے اور اقوالِ شافعی کی طرف مائل تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۷۰ ت ۸۴۰)

۱۳) امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) کے عظیم شاگرد اور (اُندلس کے) امیر (خلیفہ) ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ الاندلسی کے قاضی ابو محمد مصعب بن عمران القرطبی کے بارے میں ابن الفرضی نے فرمایا: ''**و كان لا يقلّد مذهبًا و يقضي ما رآه صوابًا و كان خيرًا فاضلاً .**''
وہ کسی مذہب کی تقلید نہیں کرتے تھے، جسے صحیح سمجھتے اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور آپ نیک فضیلت والے تھے۔ (تاریخ علماء الاندلس ج ۱ ص ۱۸۹، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۳۳، المکتبۃ الشاملہ)
نیز دیکھئے تاریخ قضاۃ الاندلس (ج ۱ ص ۴۷، ۱۴۲) اور المغرب فی حلی المغرب لابن سعید المغربی (۱/۳۲)

۱۴) ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری السُّنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا: ''**و كان مجتهدًا لا يقلّد أحدًا**''
اور وہ مجتہد تھے، کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ (العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۴۶۰)
ابن خلکان المورخ نے کہا: ''**و كان من الأئمة المجتهدين ، لم يقلّد أحدًا**''
وہ ائمۂ مجتہدین میں سے تھے، آپ نے کسی کی تقلید نہیں کی۔ (وفیات الاعیان ۴/۱۹۱ ت ۵۷۰)

۱۵) صدوق حسن الحدیث قاضی ابوبکر احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ البغدادی رحمہ اللہ

(متوفی ۳۵۰ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا:

"كان يختار لنفسه ولا يقلّد أحدًا" وہ اپنے آپ کے لئے (راجح کو) اختیار کر لیتے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۵/۵۴۵، تاریخ الاسلام ۲۵/۴۳۵)

۱۶) ابو بکر محمد بن داود بن علی الظاہری رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا: "و كان يجتهد ولا يقلّد أحدًا."

اور وہ اجتہاد کرتے تھے، کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۳/۱۰۹)

۱۷) ابوثور ابراہیم بن خالد الکلبی البغدادی الفقیہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا: "وبرع في العلم ولم يقلّد أحدًا"

اور وہ علم میں ماہر ہو گئے اور کسی کی تقلید نہیں کی۔ (العبر فی خبر من غبر ۱/۳۳۹)

۱۸) شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ الشامی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے پوچھا گیا:

"هل البخاري ومسلم و أبو داود والترمذي والنسائي و ابن ماجه و أبو داود الطيالسي والدارمي والبزار والدارقطني والبيهقي و ابن خزيمة و أبو يعلٰى الموصلي : هل كان هؤلاء مجتهدين لم يقلّدوا أحدًا من الأئمة أم كانوا مقلدين ؟" کیا بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداود طیالسی، دارمی، بزار، دارقطنی، بیہقی، ابن خزیمہ اور ابویعلیٰ الموصلی مجتہدین میں سے تھے، جنھوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ مقلدین تھے؟

تو حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیا:

"الحمد لله ربّ العالمين ، أما البخاري و أبو داود فإمان في الفقه من أهل الاجتهاد . و أما مسلم والترمذي والنسائي و ابن ماجه و ابن خزيمة و أبويعلٰى والبزار ونحوهم فهم علٰى مذهب أهل الحديث ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ولا هم من الأئمة المجتهدين على الاطلاق ..."

سب حمد و ثنا اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔ بخاری اور ابوداود تو فقہ میں اہلِ اجتہاد میں

سے دو امام (یعنی مجتہد مطلق) تھے اور مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ، بزار اور اُن جیسے دوسرے (سب) اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے اور نہ وہ مجتہدین مطلق والے اماموں میں سے تھے۔ الخ

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج۲۰ ص ۳۹۔۴۰)

اس تحقیق اور گواہی سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

۱: حافظ ابن تیمیہ کے نزدیک امام بخاری اور امام ابوداود مجتہد مطلق تھے لہٰذا اُن کو حنفی، شافعی، حنبلی یا مالکی کہنا یا قرار دینا غلط ہے۔

۲: امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی وغیرہم سب اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے اور کسی کے مقلد نہیں تھے لہٰذا انھیں شافعیہ وغیرہ کتبِ طبقات میں ذکر کرنا غلط ہے۔

۳: محدثینِ کرام میں سے کوئی بھی مقلد نہیں تھا۔

۴: مجتہدین کے دو طبقے ہیں:

اول: مجتہدین مطلق

دوم: عام مجتہد

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس عظیم الشان قول سے ثابت ہوا کہ امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) مقلد نہیں تھے بلکہ مجتہد تھے۔

حافظ ذہبی نے امام بخاری کے بارے میں فرمایا: ''و کان إمامًا حافظًا حجةً رأسًا فی الفقه و الحدیث مجتهدًا من أفراد العالم مع الدین و الورع و التأله ''

اور آپ امام حافظ (روایتِ حدیث میں) حجت، فقہ و حدیث کے سردار، دین، پرہیزگاری اور الٰہیت کے ساتھ دُنیا کے یکتا انسانوں میں سے تھے۔

(الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ ج۳ ص ۱۸ ت ۴۷۹۰)

اس طرح کی بے شمار گواہیوں کی تائید میں عرض ہے کہ فیض الباری کا مقدمہ لکھنے والے متعصب دیوبندی نے کہا: ''و اعلم أن البخاري مجتهد لا ریب فیه ''

اور جان لو کہ بخاری مجتہد ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (مقدمہ فیض الباری ج ۱ ص ۵۸)

سلیم اللہ خان دیوبندی (مہتمم جامعہ فاروقیہ دیوبندیہ کراچی) نے کہا:

''بخاری مجتہد مطلق ہیں۔'' (تقریظ یا مقدمہ فضل الباری ج ۱ ص ۳۶)

مجتہد کے بارے میں یہ اصول ہے کہ مجتہد تقلید نہیں کرتا۔

علامہ نووی شافعی نے کہا: کیونکہ بے شک مجتہد مجتہد کی تقلید نہیں کرتا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ج ۱ ص ۲۱۰ تحت ح ۲۱، دیکھئے فقرہ: ۵)

۱۹) امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم النیسابوری القشیری رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے۔'' دیکھئے فقرہ نمبر ۱۸

امام مسلم نے فرمایا: ''**و قد شرحنا من مذهب الحديث و أهله ...**''

اور ہم نے حدیث اور اہلِ حدیث کے مذہب کی تشریح کی۔ الخ

(مقدمہ صحیح مسلم طبع دارالسلام ص ۶ ب)

تنبیہ: امام مسلم کا مقلد ہونا کسی ایک مستند امام سے بھی صراحتاً ثابت نہیں ہے۔

۲۰) امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے۔'' دیکھئے فقرہ نمبر ۱۸ (اور تحقیقی مقالات ج ۲ ص ۵۶۳)

عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی (متوفی ۷۷۱ھ) نے کہا: ''**قلت: المحمدون الأربعة محمد بن نصر و محمد بن جرير و ابن خزيمة و ابن المنذر من أصحابنا و قد بلغوا درجة الاجتهاد المطلق ، و لم يخرجهم ذلك عن كونهم من أصحاب الشافعي المخرجين علىٰ أصوله المتمذهبين بمذهبه لوفاق اجتهاده هم اجتهاده ، بل قد ادعى من هو بعد من أصحابنا الخلص كالشيخ أبي علي وغيره أنهم وافق رأيهم رأى الإمام الأعظم فتتبعوه**

ونسبوا إليه ، لا أنهم مقلدون ... ‘‘میں نے کہا: محمد بن نصر (المروزی) محمد بن جریر (بن یزید الطبری) محمد بن (اسحاق بن) خزیمہ اور محمد (بن ابراہیم) بن المنذر رچاروں ہمارے اصحاب میں ایسے تھے کہ اجتہادِ مطلق کے درجہ پر پہنچے اور اس بات نے انھیں اصحابِ شافعی سے نہیں نکالا، اُن کے اصول پر تخریج کرنے والے اور اُن کے مذہب کو اختیار کرنے والے کیونکہ اُن کا اجتہاد اُن (امام شافعی) کے موافق ہو گیا تھا بلکہ اُن کے بعد ہمارے مخلص اصحاب مثلاً ابو علی وغیرہ نے دعویٰ کیا کہ اُن کی رائے امامِ اعظم (امام شافعی) کی رائے کے موافق ہو گئی لہٰذا انھوں نے اس کی اتباع کی اور ان کے ساتھ منسوب ہوئے، نہ یہ کہ وہ مقلدین ہیں۔ الخ (طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج۲ ص۷۸ ترجمہ ابن المنذر)

المتمذهبين بمذهبه والی بات تو سبکی نے اپنے نمبر بڑھانے کے لئے کی لیکن اُن کے اعتراف سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کے نزدیک محمد بن نصر المروزی، محمد بن جریر الطبری، محمد بن اسحاق بن خزیمہ، محمد بن ابراہیم بن المنذر راور ابو علی (دیکھئے فقرہ: ۹۷) سب کے سب تقلید نہ کرنے والے (اور اہلِ حدیث) تھے۔

فائدہ: جس طرح حنفی حضرات اپنے نمبر بڑھانے کے لئے یا بعض علماء امام ابو حنیفہ کو امامِ اعظم کہتے ہیں، اسی طرح شافعی حضرات بھی امام شافعی کو امامِ اعظم کہتے ہیں۔ مثلاً:

تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی نے کہا: ’’محمد بن الشافعي : إمامنا ، الإمام الأعظم المطلبي أبي عبدالله محمد بن إدريس ... ‘‘

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج۱ ص۲۲۵، دوسرا نسخہ ج۱ ص۳۰۳)

احمد بن محمد بن سلامہ القلیوبی (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے کہا: ’’قوله (الشافعي) : هو الإمام الأعظم ‘‘ (حاشیۃ القلیوبی علیٰ شرح جلال الدین المحلی علیٰ منہاج الطالبین ج۱ ص۱۰، الشاملۃ)

قسطلانی (شافعی) نے امام مالک کو ’’الإمام الأعظم ‘‘ کہا۔

(ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ج۵ ص۳۰۷ ح۳۳۰۰، ج۱۰ ص۱۰۷ ح۶۹۶۲)

قسطلانی نے امام احمد بن حنبل کے بارے میں کہا: ’’الإمام الأعظم ‘‘

(ارشاد الساری ج ۵ ص ۳۵ ح ۵۱۰۵)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مسلمانوں کے خلیفہ (امام) کو ''الإمام الأعظم'' کہا۔

(فتح الباری ۴/۱۱۲ ح ۷۱۳۸)

اب یہ مقلدین فیصلہ کریں (!!) کہ اُن میں حقیقی ''الإمام الأعظم'' کون ہے؟!

ابو اسحاق الشیرازی نے بعض لوگوں کے بارے میں کہا:

'' والصحيح الذي ذهب إليه المحققون ما ذهب إليه أصحابنا و هو أنهم صاروا إلى مذهب الشافعي لا تقليدًا له، بل وجدوا طرقه في الإجتهاد و القياس أسد الطرق '' اور صحیح وہ ہے جو ہمارے محقق اصحاب کا مذہب ہے کہ وہ تقلید کی وجہ سے مذہبِ شافعی کے قائل نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے دیکھا کہ اجتہاد اور قیاس میں اُن کا طریقہ سب سے مضبوط ہے۔ (المجموع شرح المہذب ج ۱ ص ۴۳)

اس کے بعد نووی نے کہا: '' و ذكر أبو علي السِّنجي بكسر السين المهملة نحو هذا فقال : اتبعنا الشافعي دون غيره لأنا و جدنا قوله أرجح الأقوال و أعدلها ، لا أنا قلدناه '' إلخ ابو علی السنجی نے اسی طرح کی بات کہی: ہم نے اوروں کو چھوڑ کر شافعی کی اتباع اس وجہ سے کی کہ ہم نے اُن کا قول سب سے راجح اور صحیح ترین پایا، نہ اس وجہ سے اتباع کی کہ ہم اُن کے مقلد ہیں۔ الخ (المجموع ۱/۴۳)

ثابت ہوا کہ علماء کے ناموں کے ساتھ شافعی، حنفی اور مالکی وغیرہ کے دُم چھلوں کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ مقلدین تھے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ مقلد نہیں تھے اور ان کا اجتہاد مذکورہ نسبت والے امام کے اجتہاد سے موافق ہو گیا تھا۔ نیز دیکھئے فقرہ: ۹۵ (ص ۵۴)

۲۱) قاضی ابو بکر محمد بن عمر بن اسماعیل الداودی (متوفی ۴۲۹ھ) نے ثقہ عند الجمہور امام ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان المعروف ابن شاہین البغدادی (متوفی ۳۸۵ھ) کے بارے میں کہا: '' و كان أيضًا لا يعرف من الفقه لا قليلاً و لا كثيرًا و كان إذا ذكر له مذاهب الفقهاء كالشافعي وغيره ، يقول : أنا محمدي المذهب ''

وہ (تقلیدی) فقہ نہیں جانتے تھے، نہ تھوڑی اور نہ زیادہ (یعنی وہ اس تقلیدی فقہ کو کچھ حیثیت نہیں دیتے تھے۔) آپ کے سامنے جب فقہاء مثلاً شافعی وغیرہ کے مذہب کا ذکر کیا جاتا تو فرماتے: میں محمدی المذہب ہوں۔ (تاریخ بغداد ج ۱۱ص ۲۶۷ ت ۶۰۲۸ وسندہ صحیح)

۲۲) سنن ابی داود کے مصنف امام ابو داود سجستانی سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) کو حافظ ابن تیمیہ نے مقلدین کے زمرے سے نکال کر مجتہد مطلق قرار دیا۔

دیکھئے فقرہ: ۱۸

۲۳) سنن ترمذی کے مصنف امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی بن سورہ الترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے۔'' دیکھئے فقرہ: ۱۸

۲۴) سنن نسائی کے مصنف امام احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اہل حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے۔'' دیکھئے فقرہ: ۱۸

۲۵) سنن ابن ماجہ کے مصنف امام محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے۔'' دیکھئے فقرہ: ۱۸

۲۶) امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۷ھ) کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے۔'' دیکھئے فقرہ: ۱۸

۲۷) ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار البصری (صدوق حسن الحدیث) رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۲ھ) کے بارے میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، کسی ایک معین عالم کے مقلد نہیں تھے۔'' دیکھئے فقرہ: ۱۸

۲۸) حافظ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی (متوفی ۴۵۶ھ) نے تقلید

کے بارے میں فرمایا: "و التقليد حرام ... والعامي والعالم في ذلك سواء و على كل أحد حظه الذي يقدر عليه من الاجتهاد ."

اور تقلید حرام ہے...اس میں عامی اور عالم (دونوں) برابر ہیں اور ہر ایک پر اپنی استطاعت کے مطابق اجتہاد ضروری ہے۔ (النبذۃ الکافیہ فی احکام اصول الدین ص ۷۰۔۷۱)

نیز دیکھئے الاحکام لابن حزم اور المحلّٰی فی شرح المجلّٰی بالحجج والآ ثار۔

حافظ ابن حزم نے اپنے عقیدے والی کتاب میں کہا:

کسی شخص کے لئے تقلید کرنا حلال نہیں ہے، چاہے زندہ (کی تقلید) ہو یا مردہ (کی تقلید)

(کتاب الدرۃ فیما یجب اعتقادہ ص ۴۲۷، نیز دیکھئے دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۹)

حافظ ابن حزم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: "وأن يعصمنا من بدعة التقليد المحدث بعد القرون الثلاثة المحمودة . آمين "

اور (اللہ) ہمیں قابلِ تعریف قرونِ ثلاثہ کے بعد پیدا شدہ تقلید (یعنی مذاہبِ اربعہ کی تقلید کی بدعت) سے بچائے۔ آمین (الرسالۃ الباہرہ ج ۱ ص ۵، المکتبۃ الشاملۃ)

۲۹) حافظ ابن عبدالبر اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی مشہور کتاب میں باب باندھا ہے: "باب فساد التقليد والفرق بين التقليد والاتباع "

تقلید کے فساد کا باب اور تقلید اور اتباع میں فرق۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۲۱۸)

حافظ ابن عبدالبر کا مقلد ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ حافظ ذہبی نے فرمایا:

"فإنه ممن بلغ رتبة الأئمة المجتهدين "پس بے شک وہ ائمۂ مجتہدین کے مرتبے تک پہنچنے والوں میں سے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۸/۱۵۷)

اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ مجتہد مقلد نہیں ہوتا۔ نیز دیکھئے فقرہ:۵

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بذاتِ خود فرمایا: " لا فرق بين مقلّد و بهيمة "

مقلد اور جانور میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۲۲۸)

تنبیہ: حافظ ابن عبدالبر اور خطیب بغدادی وغیرہما نے بعض عبارات میں عامی کے لئے

(زندہ) عالم کی تقلید کو جائز قرار دیا ہے جس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جاہل آدمی عالم سے مسئلہ پوچھ کر اس پر عمل کرے۔ ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ جاہل آدمی پر یہ ضروری ہے کہ وہ کتاب وسنت کے صحیح العقیدہ عالم سے مسئلہ پوچھ کر اُس پر عمل کرے لیکن اسے تقلید کہنا غلط ہے۔

اصولِ فقہ کا مشہور مسئلہ ہے کہ عامی کا مفتی (عالم) کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے۔

دیکھئے مسلم الثبوت (ص ۲۸۹) اور دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۸۔۱۱)

۳۰) امیر المومنین خلیفہ ابو یوسف یعقوب بن یوسف بن عبدالمؤمن بن علی القیسی الکومی المراکشی الظاہری المغربی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۵ھ) نے اپنی سلطنت میں احکامِ شریعت نافذ کئے، جہاد کا جھنڈا بلند کیا، عدل وانصاف کے ساتھ حدود کا نفاذ کیا اور میزانِ عدل قائم کی۔

اُن کے بارے میں ابن خلکان مورخ نے لکھا ہے: " و كان ملكًا جوادًا متمسكًا بالشرع المطهر يأمر بالمعروف و ينهى عن المنكر كما ينبغي من غير محاباة و يصلّي بالناس الصلوات الخمس و يلبس الصوف و يقف للمرأة و للضعيف و يأخذلهم الحق و أوصى أن يدفن على قارعة الطريق ليترحّم عليه من يمر به " وہ سخی بادشاہ تھے، شریعتِ مطہرہ پر عمل کرنے والے، بغیر کسی خوف اور جانبداری کے نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے جیسا کہ مناسب ہے، لوگوں کو پانچ نمازیں پڑھاتے، اُونی لباس پہنتے، عورت ہو یا کمزور اُن کے لئے رُک کر اُن کا حق دلاتے تھے، آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ مجھے راستے کے درمیان یعنی قریب دفن کیا جائے تا کہ وہاں سے گزرنے والے میرے لئے رحمت کی دعا کریں۔ (وفیات الاعیان ج ۷ ص ۱۰)

اس مجاہد اور صحیح العقیدہ خلیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ابن خلکان نے مزید لکھا:

" و أمر برفض فروع الفقه و أنّ العلماء لا يفتون إلا بالكتاب العزيز والسنة النبوية ولا يقلّدون أحدًا من المجتهدين المتقدمين ، بل تكون أحكامهم بما يؤدي إليه اجتهاد هم من استنباطهم القضايا من الكتاب والحديث والإجماع والقياس . " اور انھوں نے فروعاتِ فقہ (مالکی فقہ کی کتابیں)

چھوڑ دینے کا حکم دیا اور فرمایا: علماء صرف قرآن مجید اور سنتِ نبویہ (حدیث) کے مطابق ہی فتوے دیں اور مجتہدین متقدمین میں سے کسی کی تقلید نہ کریں بلکہ اپنے اجتہاد و استنباط کے مطابق قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے فیصلے کریں۔

(تاریخ ابن خلکان: وفیات الاعیان ج ۷ ص ۱۱)

بعینہ یہی منہج، مسلک اور دعوت اہلِ حدیث (اہلِ سنت) کی ہے۔ والحمدللہ

اہلِ حدیث کو کذب و افتراء کے ساتھ انگریزی دور کی پیداوار کہنے والے ذرا آنکھیں کھول کر چھٹی صدی کے اس تقلید نہ کرنے والے خلیفہ کے حالات پڑھیں تاکہ انھیں کچھ نظر آئے۔

اس مجاہد خلیفہ کے بارے میں حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ انھوں نے مقلد کے بارے میں کہا: قرآن اور سنن ابی داود (حدیث کی کتاب) پر عمل کر و یا پھر یہ تلوار حاضر ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ۲۱/ ۳۱۴، ملخصاً)

حافظ ذہبی نے مزید فرمایا:

" و عظم صيت العباد و الصالحين في زمانه و كذلك أهل الحديث وارتفعت منزلتهم عنده فكان يسألهم الدعاء و انقطع في أيامه علم الفروع و خاف منه الفقهاء و أمر بإحراق كتب المذهب بعد أن يجرّد ما فيها من الحديث فأحرق منها جملة في سائر بلاده كالمدوّنة و كتاب ابن يونس و نوا در ابن أبي زيد و التهذيب للبرادعي و الواضحة لابن حبيب .

قال محيي الدين عبدالواحد بن علي المراكشي فى كتاب المعجب له : ولقد كنت بفاس فشهدتُ يؤتى بالأحمال منها فتوضع و يطلق فيها النار . " اور اُن کے زمانے میں عبادت گزاروں اور صالحین کی شان بلند ہوگئی اور اسی طرح اہلِ حدیث کا مقام اُن کے ہاں بلند ہوا اور وہ اُن سے دعا کرواتے تھے، اُن کے زمانے میں علمِ فروع ختم ہو گیا (یعنی تقلیدی فقہ کا اختتام ہوا) اور (نام نہاد تقلیدی) فقہاء اُن سے

ڈرنے لگے، انھوں نے احادیث کو علیحدہ کرنے کے بعد (تقلیدی) مذہب کی کتابوں کو جلانے کا حکم دیا لہٰذا پورے ملک میں مدوّنہ، کتاب ابن یونس (المالکی)، نوادر ابن ابی زید، تہذیب البرادعی اور ابن حبیب کی الواضحہ جیسی کتابیں جلادی گئیں۔

محیی الدین عبدالواحد بن علی المراکشی نے اپنی کتاب المعجب (ص ۳۵۴) میں کہا: مَیں فاس (ایک شہر) میں تھا جب میں نے دیکھا، کتابوں کے بھار لائے جاتے پھر رکھ کر جلا دیئے جاتے تھے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی ج ۴۲ ص ۲۱۶)

اے اللہ! اس مجاہد خلیفہ اور امیر المومنین کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرما اور ہمارے گناہ بخش کر اپنے فضل وکرم سے ایسے صحیح العقیدہ مجاہدین ومومنین کی مصاحبت عطا فرما۔ آمین

۳۱) جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے کہا:

"ثم حدث بعدهم من اعتصم بهداهم و سلك سبيلهم في ذلك نحو: يحيى بن سعيد القطان و عبدالرحمٰن بن مهدى و بشر بن المفضل و خالد ابن الحارث و عبدالرزاق و وكيع و يحيى بن آدم و حميد بن عبدالرحمٰن الرواسي والوليد بن مسلم والحميدي والشافعي و ابن المبارك و حفص ابن غياث و يحيى بن زكريا بن أبي زائدة و أبي داود الطيالسي و أبي الوليد الطيالسي و محمد بن أبي عدي و محمد بن جعفر و يحيى بن يحيى النيسابوري و يزيد بن زريع و إسماعيل بن علية و عبدالوارث بن سعيد وابنه عبدالصمد و وهب بن جرير و أزهر بن سعد و عفان بن مسلم و بشر ابن عمر و أبي عاصم النبيل والمعتمر بن سليمان والنضر بن شميل و مسلم بن إبراهيم والحجاج بن منهال وأبي عامر العقدي وعبدالوهاب الثقفي والفريابي و وهب بن خالد و عبدالله بن نمير و غيرهم ما من هو لاء أحد قلّد إمامًا كان قبله ."

پھر اُن کے بعد وہ لوگ آئے جو اُن کے راستے پر چلے اور ہدایت کو مضبوطی سے پکڑا۔ مثلاً:

یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، بشر بن المفضل، خالد بن الحارث، عبدالرزاق (بن ہمام الصنعانی)، وکیع (بن الجراح)، یحییٰ بن آدم، حمید بن عبدالرحمٰن الرواسی، ولید بن مسلم، (عبداللہ بن الزبیر) الحمیدی، (محمد بن ادریس) الشافعی، (عبداللہ) بن المبارک، حفص بن غیاث، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، ابوداود الطیالسی، ابوالولید الطیالسی، محمد بن ابی عدی، محمد بن جعفر، یحییٰ بن یحییٰ النیسابوری، یزید بن زریع، اسماعیل بن علیہ، عبدالوارث بن سعید، عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید، وہب بن جریر، ازہر بن سعد، عفان بن مسلم، بشر بن عمر، ابوعاصم النبیل، معتمر بن سلیمان، نضر بن شمیل، مسلم بن ابراہیم، حجاج بن منہال، ابوعامر العقدی، عبدالوہاب الثقفی، فریابی، وہیب (✓) بن خالد، عبداللہ بن نمیر اور دوسرے، ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے سے پہلے امام کی تقلید نہیں کی۔

(الرد علیٰ من اخلد الی الارض وجہل أن الاجتہاد فی کل عصر فرض ص ۱۳۶۔۱۳۷)

معلوم ہوا کہ امام احمد، امام علی بن المدینی اور امام یحییٰ بن معین وغیرہم کے استاذ ''ثقة متقن حافظ إمام قدوة'' امام ابوسعید یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) مقلد نہیں تھے۔

فائدہ: یحییٰ بن سعید القطان نے امام سلیمان بن طرخان التیمی رحمہ اللہ (تابعی) کے بارے میں فرمایا: وہ ہمارے نزدیک اہل حدیث میں سے ہیں۔ (دیکھئے مسند علی بن الجعد: ۱۳۵۴، وسندہ صحیح، الجرح والتعدیل ۴/ ۱۲۵، وسندہ صحیح، میری کتاب علمی مقالات ج ۱ ص ۱۶۲)

۳۲) ثقہ ثبت حافظ عارف بالرجال والحدیث امام ابوسعید عبدالرحمٰن بن مہدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) بقولِ سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ نمبر ۳۱

۳۳) ثقہ ثبت عابد امام ابواسماعیل بشر بن المفضل بن لاحق الرقاشی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۶ھ یا ۱۸۷ھ) بقولِ سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۳۴) ثقہ ثبت امام ابوعثمان خالد بن الحارث بن عبید بن مسلم الہجیمی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۶ھ) بقولِ سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۳۵) ثقہ وصدوق عند الجمہور امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی الیمنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۳۶) ثقہ حافظ عابد امام ابوسفیان وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) بقولِ سیوطی تقلید کرنے والے نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۳۷) ثقہ حافظ فاضل ابوزکریا یحییٰ بن آدم بن سلیمان الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) کے بارے میں سیوطی نے کہا کہ انھوں نے اپنے سے پہلے کسی ایک امام کی بھی تقلید نہیں کی۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۳۸) ثقہ امام ابوعوف حمید بن عبدالرحمٰن بن حمید الرواسی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۳۹) ثقہ وصدوق اور مدلس امام ابوالعباس ولید بن مسلم القرشی الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ نمبر ۳۱

۴۰) امام بخاری کے استاذ ثقہ حافظ فقیہ امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ الحمیدی المکی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۴۱) ثقہ ثبت فقیہ عالم جواد مجاہد امام عبداللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۴۲) ثقہ وصدوق فقیہ ابوعمر حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ الکوفی القاضی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۵ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

تنبیہ: حفص بن غیاث رحمہ اللہ نے فرمایا: ''كنت أجلس إلى أبي حنيفة فأسمعه يسأل عن مسألة في اليوم الواحد فيفتي فيها بخمسة أقاويل ، فلما رأيت ذلك تركته و أقبلت على الحديث '' میں ابوحنیفہ کے پاس بیٹھتا تھا تو ایک دن میں ہی ایک مسئلے کے بارے میں اسے پانچ مختلف فتوے دیتے ہوئے سنتا، جب میں نے یہ دیکھا تو اُسے چھوڑ دیا (ترک کر دیا) اور حدیث کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو گیا۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۴۲۵ وسندہ صحیح)

ابراہیم بن سعید الجوہری رحمہ اللہ سے اس روایت کے راوی ابوبکر احمد بن جعفر بن محمد بن سلم ثقہ تھے۔ دیکھئے التنکیل بمافی تأنیب الکوثری من الاباطیل (۱/۱۰۳ت ۱۳)

عبداللہ بن احمد بن حنبل (السنہ: ۳۱۶) اور احمد بن یحییٰ بن عثمان (کتاب المعرفۃ والتاریخ ۲/۷۸۹) دونوں نے اُن کی متابعت کر رکھی ہے یعنی انھوں نے اسی روایت کو امام ابراہیم بن سعید الجوہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ امام حفص بن غیاث الکوفی نے اہل الرائے کا مذہب چھوڑ کر اہلِ حدیث کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ رحمہ اللہ

۴۳) ثقہ متقن امام ابوسعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ الہمدانی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۴ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۴) ثقہ وصدوق حافظ ابوداود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۵) ثقہ ثبت امام ابوالولید ہشام بن عبدالملک الباہلی الطیالسی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۶) ثقہ امام ابوعمرو محمد بن ابراہیم بن ابی عدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۷) ثقہ وصدوق وثقہ الجمہور امام محمد بن جعفر الہذلی البصری المعروف: غندر رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۸) ثقہ ثبت امام ابوزکریا یحییٰ بن یحییٰ بن بکر بن عبدالرحمٰن التمیمی النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۶ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۴۹) ثقہ ثبت امام ابومعاویہ یزید بن زریع البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) بقولِ سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۳۱

۵۰) ثقہ حافظ امام ابوبشر اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم الاسدی البصری رحمہ اللہ المعروف: ابن علیہ (متوفی ۱۹۳ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۵۱) ثقہ ثبت سنی امام ابوعبیدہ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان العنبری التنوری البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۰ھ) بقولِ سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ:۴۱

۵۲) ثقہ وصدوق امام ابوسہل عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۵۳) ثقہ امام ابوالعباس وہب بن جریر بن حازم بن زید البصری الازدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۵۴) ثقہ امام ابوبکر ازہر بن سعید السمان الباہلی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) بقولِ سیوطی مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۵۵) ثقہ ثبت امام ابوعثمان عفان بن مسلم بن عبداللہ الباہلی الصفار البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) بقولِ سیوطی کسی کے مقلد نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۵۶) ثقہ امام ابومحمد بشر بن عمر بن الحکم الزہرانی الازدی البصری رحمہ اللہ متوفی (۲۰۹ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۵۷) ثقہ ثبت امام ابوعاصم ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم الشیبانی النبیل البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۵۸) ثقہ امام ابومحمد معتمر بن سلیمان بن طرخان التیمی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۵۹) ثقہ ثبت امام ابوالحسن نضر بن شمیل المازنی البصری النحوی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

۶۰) ثقہ امام ابوعمرو مسلم بن ابراہیم الازدی الفراہیدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۲ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

٦١) ثقہ فاضل امام ابو محمد حجاج بن منہال الانماطی السلمی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

٦٢) ثقہ امام ابو عامر عبدالملک بن عمرو القیسی العقدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۵ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

٦٣) ثقہ وصدوق امام ابو محمد عبدالوہاب بن عبدالمجید بن الصلت الثقفی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

٦٤) ثقہ وصدوق امام محمد بن یوسف بن واقد الضبی الفریابی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

امام فریابی نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں فرمایا:

اور ہم اہلِ حدیث کی ایک جماعت تھے۔ (الجرح والتعدیل ۶۰/۱ وسندہ صحیح، علمی مقالات ج۱ص۱۶۴)

٦٥) ثقہ وصدوق امام ابو بکر وہیب بن خالد بن عجلان الباہلی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۵ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

تنبیہ: اصل میں وہب بن خالد لکھا ہوا ہے جو کہ کاتب یا ناسخ کی غلطی معلوم ہوتی ہے، اور اگر یہ غلطی نہ ہو تو اس طبقے میں ابو خالد وہب بن خالد الحمیری الحمصی ثقہ تھے۔
دیکھئے تقریب التہذیب:۷۴۷۴

٦٦) اہلِ سنت کے ثقہ امام ابو ہشام عبداللہ بن نمیر الکوفی الہمدانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱

٦٧) جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے مزید فرمایا:

''ثم تلاهم علی مثل ذلك أحمد بن حنبل و إسحاق بن راهويه و أبو ثور و أبو عبيد و أبو خيثمة و أبو أيوب الهاشمي و أبو إسحاق الفزاري و مخلد ابن الحسين و محمد بن يحيى الذهلي و أبو بكر وعثمان ابنا أبي شيبة و سعيد بن منصور و قتيبة و مسدد و الفضل بن دكين و محمد بن المثنیٰ

وبندار ومحمد بن عبدالله بن نمير و محمد بن العلاء و الحسن بن محمد الزعفراني و سليمان بن حرب و عارم وغيرهم ليس منهم أحد قلّد رجلاً، وقد شاهدوا من قبلهم و رأوهم فلو رأوا أنفسهم في سعة من أن يقلدوا دينهم أحدًا منهم لقلّدوا . '' پھر اُن کے بعد احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، ابوعبید، ابوخیثمہ ، ابوایوب الہاشمی ، ابواسحاق الفزاری، مخلد بن الحسین، محمد بن یحییٰ الذہلی ، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن منصور، قتیبہ، مسدد، فضل بن دکین ، محمد بن المثنیٰ ، بندار، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن العلاء ، حسن بن محمد الزعفرانی ، سلیمان بن حرب ، عارم اور اُن جیسے دوسرے آئے ، اُن میں سے کسی ایک نے بھی کسی آدمی کی تقلید نہیں کی ، انھوں نے پہلے لوگوں کو دیکھا اور اُن کا مشاہدہ کیا تھا لہٰذا وہ اگر اپنے دین میں کسی کی تقلید کی وسعت (جواز) پاتے تو اُن (پہلوں) میں سے کسی کی تقلید کرتے ۔!

(الرد علیٰ من اخلد الی الارض ص ۱۳۷)

سیوطی کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ ثقہ امام ابومحمد اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی المروزی المعروف: ابن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۸ھ) مقلد نہیں تھے۔

اُن (امام اسحاق بن راہویہ) کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے:

'' مجتهد قرين أحمد بن حنبل '' وہ مجتہد ہیں، احمد بن حنبل کے ہم نشین ساتھی (یا جوڑ) ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۳۳۲)

۶۸) ثقہ فاضل امام ابوعبید القاسم بن سلام البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۶۹) ثقہ ثبت امام ابوخیثمہ زہیر بن حرب بن شداد النسائی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۷۰) ثقہ جلیل القدر امام ابوایوب سلیمان بن داود بن داود بن علی الہاشمی الفقیہ البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۷۱) ثقہ حافظ امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن الحارث الفزاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۷۲) ثقہ فاضل امام ابو محمد مخلد بن الحسین المہلبی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۱ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۷۳) ثقہ حافظ امام محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد الذہلی النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۸ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۷۴) ثقہ حافظ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۵ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۷۵) ثقہ حافظ امام ابوالحسن عثمان بن ابی شیبہ العبسی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۹ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۷۶) ثقہ مصنف امام ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ الخراسانی المکی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

۷۷) ثقہ ثبت سُنی امام ابو رجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفی البغلانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۶۷

امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا: "إذا رأیتَ الرجل یحب أهل الحدیث مثل یحیی ابن سعید القطان و عبدالرحمٰن بن مهدي و أحمد بن حنبل و إسحاق بن راهویه و ذکر قومًا آخرین فإنه علی السنة و من خالف هذا فاعلم أنه مبتدع." جب تم کسی کو دیکھو کہ اہلِ حدیث سے محبت کرتا ہے، مثلاً یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ سے اور انھوں نے دوسرے لوگوں کا ذکر کیا، تو یہ شخص سنت پر (یعنی سنی) ہے اور جو اس کے مخالف ہے تو جان لو کہ وہ بدعتی ہے۔

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۱۴۳، وسندہ صحیح)

امام یحییٰ القطان، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ یہ سب

کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۳۱، ۳۲، ۵، ۶۷ (علی الترتیب)

۷۸) ثقہ حافظ امام ابوالحسن مسدد بن مسرہد بن مسربل بن مستورد الاسدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۸ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

۷۹) ثقہ ثبت امام ابونعیم الفضل بن دکین : عمرو بن حماد التیمی الملائی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

۸۰) ثقہ ثبت امام ابوموسیٰ محمد بن المثنیٰ بن عبید البصری العنزی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۲ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

۸۱) ثقہ وصدوق امام ابوبکر محمد بن بشار بن عثمان العبدی البصری: بندار رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۲ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

۸۲) ثقہ حافظ فاضل امام ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبداللہ بن نمیر الہمدانی الکوفی رحمہ (متوفی ۲۳۴ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

۸۳) ثقہ حافظ امام ابوکریب محمد بن العلاء بن کریب الہمدانی الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۷ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

۸۴) ثقہ امام ابوعلی الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی البغدادی صاحب الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۰ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

۸۵) ثقہ امام حافظ سلیمان بن حرب الازدی البصری الواشحی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

۸۶) ثقہ وصدوق امام ابوالنعمان محمد بن الفضل السدوسی البصری: عارم رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) بقولِ سیوطی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ:۶۷

فائدہ: امام ابوالنعمان کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا:

''تغیّر قبل موته فما حدّث'' وہ وفات سے قبل تغیر (اختلاط) کا شکار ہوئے لیکن انھوں نے (اس حالت میں) کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ (الکاشف ج ۳ ص ۷۹ ت ۵۱۹۷)

معلوم ہوا کہ امام ابوالنعمان کی روایات پر اختلاط کا اعتراض غلط اور مردود ہے۔

۸۷) جلال الدین سیوطی نے (غالباً حافظ ابن حزم اندلسی سے نقل کرتے ہوئے) فرمایا:

" و لم أجد أحدًا ممن یوصف بالعلم قدیمًا و حدیثًا یستجیز التقلید و لا یأمر به و کذلك ابن وهب و ابن الماجشون والمغیرة بن أبي حازم و مطرف و ابن کنانة لم یقلّدوا شیخهم مالکًا في کل ما قال :بل خالفوه في مواضع و اختاروا غیر قوله . "میں نے قدیم وجدید زمانے میں کسی عالم کو تقلید کو جائز قرار دیتے یا اس کا حکم دیتے ہوئے نہیں پایا، اسی طرح ابن وہب، ابن الماجشون، مغیرہ بن ابی حازم (☆) مطرف اور (عثمان بن عیسیٰ) ابن کنانہ نے اپنے استاذ (امام) مالک کی ہر بات میں تقلید نہیں کی بلکہ انھوں نے کئی مقامات پر اُن کی مخالفت کی اور اُن کے قول کو چھوڑ کر دوسرے اقوال اختیار کئے۔ (الرد علیٰ من اخلد الی الارض ص ۱۳۷)

معلوم ہوا کہ (صدوق امام) ابومروان عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون القرشی التیمی المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) سیوطی کے نزدیک تقلید نہیں کرتے تھے۔

☆ تنبیہ: اصل میں مغیرہ بن ابی حازم ہے جبکہ صحیح مغیرہ وابن ابی حازم ہے، جیسا کہ جوامع السیرہ لابن حزم (۳۲۶/۱، الشاملہ) سے ظاہر ہے۔ مغیرہ سے مراد ابن عبدالرحمٰن الحزامی اور ابن ابی حازم سے مراد عبدالعزیز ہیں۔

۸۸) صدوق فقیہ مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن عبداللہ بن عیاش الحزامی المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۸ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۸۷

۸۹) صدوق فقیہ عبدالعزیز بن ابی حازم المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۴ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۸۷

۹۰) ثقہ امام ابومصعب مطرف بن عبداللہ بن مطرف الیساری المدنی ابن اخت مالک رحمہما اللہ (متوفی ۲۲۰ھ) بقولِ سیوطی تقلید نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۸۷

۹۱) حافظ ابن حزم اندلسی نے فرمایا:

'' ثم أصحاب الشافعي و كانوا مجتهدين غير مقلّدين كأبي يعقوب البويطي و إسماعيل بن يحيى المزني . ''

پھر شافعی (رحمہ اللہ) کے شاگرد مجتہدین غیر مقلدین تھے، جیسے ابو یعقوب البویطی اور اسماعیل بن یحیٰی المزنی (جوامع السیرۃ ج۱ص۳۳۳، المکتبۃ الشاملۃ)

معلوم ہوا کہ ابن حزم کے نزدیک ابو یعقوب یوسف بن یحیٰی المصری البویطی صاحب الامام الشافعی رحمہ اللہ (ثقہ امام سید الفقہاء، متوفی ۲۳۱ھ) غیر مقلد تھے۔

۹۲) ثقہ امام فقیہ ابو ابراہیم اسماعیل بن یحیٰی بن اسماعیل المزنی المصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) بقولِ ابن حزم غیر مقلد تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۹۱

نیز دیکھئے فقرہ: ۴

ابوعلی احمد بن علی بن الحسن بن شعیب بن زیاد المدائنی: حسن الحدیث و ثقہ الجمہور (متوفی ۳۲۷ھ) نے اپنے استاذ امام مزنی رحمہ اللہ سے نقل کیا:

جو شخص تقلید کا فیصلہ کرتا ہے تو اُسے کہا جاتا ہے: کیا تمھارے اس فیصلے کی تمھارے پاس کوئی دلیل ہے؟ اگر وہ جواب دے: جی ہاں، تو اس نے تقلید کو باطل کر دیا کیونکہ یہ فیصلہ تو دلیل کی بنیاد پر ہوا ہے نہ کہ تقلید کی بنیاد پر اور اگر وہ کہے: نہیں، تو اُس سے کہا جاتا ہے: تو نے کس لئے خون بہا دیئے، شرمگاہوں کو حلال کر دیا اور اموال ضائع کر دیئے؟ اللہ نے تجھ پر یہ سب حرام قرار دیا تھا لیکن تو نے بغیر دلیل کے حلال کر دیا... الخ (الفقیہ والمتفقہ ۶۹/۲۔۷۰ وسندہ حسن)

اس طویل کلام میں امام مزنی نے بڑے احسن اور عام فہم طریقے سے تقلید کو باطل قرار دیا۔ رحمہ اللہ

۹۳) خطیبِ مالقہ علامہ ابو محمد عبدالعظیم بن عبداللہ بن ابی الحجاج ابن الشیخ البلوی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۶ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی اور خلیل بن ایبک الصفدی دونوں نے کہا:

'' وله اختيارات لا يقلّد فيها أحدًا '' اور ان کے خاص مسائل تھے، وہ ان میں کسی کی

تقلید نہیں کرتے تھے۔ (تاریخ الاسلام ج ۲۹ ص ۲۲۶، الوافی بالوفیات ج ۱۹ ص ۱۲)

۹۴) سیوطی نے حافظ ابن حزم سے نقل کیا:

"و من آخر ما أدركنا علٰى ذلك شيخنا أبو عمر الطلمنكي فما كان يقلّد أحدًا و ذهب إلٰى قول الشافعي في بعض المسائل والآن محمد بن عوف لا يقلّد أحدًا و قال بقول الشافعي في بعض المسائل ." "اور آخر میں ہم نے جنھیں پایا ہے، ہمارے استاذ ابوعمر الطلمنکی کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے اور بعض مسائل میں انھوں نے شافعی کے قول پر فتویٰ دیا اور اب محمد بن عوف (؟) کسی کی تقلید نہیں کرتے اور بعض مسائل میں انھوں نے شافعی کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ (الرد علیٰ من اخلد الی الارض ص ۱۳۸)

ثابت ہوا کہ ثقہ امام حافظ ابوعمر احمد بن محمد بن عبداللہ المعافری الاندلسی الطلمنکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) حافظ ابن حزم کے نزدیک کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

امام طلمنکی کے بارے میں حافظ ذہبی نے فرمایا:

"الإمام المحقق المحدّث الحافظ الأثري ..."

امام محقق محدّث حافظ اثری (سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۵۶۷)

نیز دیکھئے فقرہ: ۷

۹۵) کئی حنفی وغیر حنفی فقہاء نے ابوبکر القفال، ابوعلی اور قاضی حسین سے نقل کیا کہ انھوں نے فرمایا: " لسنا مقلّدين للشافعي بل وافق رأينا رأيه ." "ہم شافعی کے مقلدین نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے اُن کی رائے کے موافق ہوگئی ہے۔ (دیکھئے النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر لعبد الحیٔ اللکنوی ص ۷، تقریرات الرافعی ج ۱ ص ۱۱، التقریر والتحبیر ج ۳ ص ۴۵۳)

معلوم ہوا کہ (ان علماء کے نزدیک) علامہ ابوبکر عبداللہ بن احمد بن عبداللہ القفال المروزی الخراسانی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۷ھ) مقلدین میں سے نہیں تھے۔

۹۶) سابقہ حوالے سے ثابت ہے کہ قاضی ابوعلی حسین المروزی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۲ھ) مقلدین میں سے نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۹۵

۹۷) ابو علی الحسن (الحسین) بن محمد بن شعیب السنجی المروزی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ) مقلدین میں سے نہیں تھے۔ دیکھئے فقرہ: ۹۵

معلوم ہوا کہ جن علماء کو شافعی کہا جاتا ہے، وہ اپنے اعلان اور اپنی گواہی کے مطابق مقلدین میں سے نہیں تھے۔ نیز دیکھئے طبقات الشافعیہ الکبریٰ للسبکی (ج ۲ ص ۸۷ ترجمہ محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری) اور فقرہ: ۱۱

۹۸) شیخ الاسلام حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم الحرانی عرف ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے فرمایا: "إنما أتناول ما أتناول منها علٰی معرفتي بمذهب أحمد ، لا علٰی تقليدي له" میں تو احمد کے مذہب سے وہی لیتا ہوں جس کی معرفت رکھتا ہوں، میں اُن کی تقلید نہیں کرتا۔ (اعلام الموقعین لابن القیم ج ۲ ص ۲۴۱۔۲۴۲)

حافظ ابن تیمیہ نے فرمایا: اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے، تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۲ ص ۲۴۹)

اور فرمایا: کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات میں تقلید واجب نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص متعین کے مذہب کا التزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ ہر چیز میں اسی کی پیروی شروع کر دے۔

(مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۲۰۹، نیز دیکھئے دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۰)

حافظ ابن تیمیہ کے بارے میں اُن کے شاگرد حافظ ذہبی نے فرمایا:

" المجتهد المفسر " إلخ مجتہد مفسر (تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۱۴۹۶ ح ۱۱۷۵)

۹۹) حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے تقلید کے رد پر "اعلام الموقعین عن رب العالمین" کے نام سے زبردست کتاب لکھی اور فرمایا: " و إنما حدثت هذه البدعة فی القرن الرابع المذموم علٰی لسان رسول الله ﷺ ."

اور (تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی ہے جس (صدی) کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے اپنی (مقدس) زبان سے بیان فرمائی ہے۔

(اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۰۸، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۲)

اہلِ حدیث کے نزدیک سلف صالحین کے متفقہ فہم کی روشنی میں قرآن، حدیث اور اجماع پر عمل ہونا چاہئے اور تقلید جائز نہیں ہے۔ چونکہ حافظ ابن القیم بھی اسی مسلک کے قائل و فاعل تھے لہٰذا ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے اپنے خاص دیوبندی انداز میں کہا:

" لأنا رأينا أن ابن القيم الذي هو الأب لنوع هذه الفرقة " کیونکہ ہم نے دیکھا کہ اس فرقے (یعنی اہلِ حدیث) کی قسم کے باپ ابن القیم ہیں۔

(اعلاء السنن ج ۲۰ ص ۸، عنوان: الدین القیم، ترجمہ از ناقل)

نیز دیکھئے فقرہ نمبر ۱، سے پہلے تمہید۔

۱۰۰) حافظ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے کئی مقامات پر کھل کر تقلید کی مخالفت کی اور فرمایا:

" و كل إمام يؤخذ من قوله و يترك إلا إمام المتقين الصادق المصدوق الأمين المعصوم صلوات الله و سلامه عليه ، فيا لله العجب من عالم يقلد [دينه] إمامًا بعينه في [كل] ما قال مع علمه بما يرد علىٰ مذهب إمامه من النصوص النبوية فلا قوة إلا بالله . " اور ہر امام کا قول لیا بھی جاتا ہے اور ترک بھی کیا جاتا ہے، سوائے امام المتقین الصادق المصدوق الامین المعصوم (محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے، آپ پر اللہ کی بارگاہ سے صلوٰۃ وسلام ہو، پس اللہ کی قسم! تعجب ہے اس عالم پر جو اپنے دین میں کسی متعین امام کی تقلید کرتا ہے، اس کے ہر قول میں، اس علم کے باوجود کہ احادیثِ صحیحہ اس کے امام کے مذہب کو رد کر دیتی ہیں۔ ولا قوة إلا بالله

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۶، ترجمہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

حافظ ذہبی کا آخر میں (لاحول) ولا قوۃ الا باللہ لکھنا اس کی دلیل ہے کہ اُن کے نزدیک تقلید ایک شیطانی کام ہے لہٰذا اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس شیطانی کام سے ہمیشہ بچائے۔ آمین [نیز دیکھئے فقرہ: ۱۱]

ہم نے اپنے دعوے اور لفظِ تقلید کی شرط کے مطابق ایک سو (۱۰۰) علمائے اُمت کے ایسے حوالے پیش کر دیئے ہیں جو صراحت کے ساتھ تقلید نہیں کرتے تھے یا تقلید کے مخالف تھے۔ ہمارے علم کے مطابق کسی ایک ثقہ وصدوق صحیح العقیدہ مستند امام سے مروجہ تقلید کا وجوب یا اس پر عمل ثابت نہیں اور دنیا کا کوئی شخص بھی اس تحقیق کے خلاف کسی مستند امام سے تقلید کے وجوب یا اس پر عمل کا ایک حوالہ پیش نہیں کر سکتا۔

ولو كان بعضهم لبعض ظهيرًا . والحمد لله

تنبیہ: ایک سو حوالوں والی اس تحقیق کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ جن علماء کا اس مضمون میں تذکرہ یا نام نہیں وہ تقلید کرتے تھے بلکہ تقلید کی ممانعت پر تو خیر القرون کا اجماع ہے۔

(دیکھئے الردعلیٰ من اخلد الی الارض ص ۱۳۱۔۱۳۲، اور دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۴۔۳۵)

ان کے علاوہ بہت سے اور علماء بھی تھے جن سے تقلید کے لفظ کی صراحت کے ساتھ اس (تقلید) کی ممانعت اور رد ثابت ہے۔ مثلاً:

۱: جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے تقلید کے رد پر ایک عظیم الشان کتاب:

''الرد على من أخلد إلى الأرض وجهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض''

لکھی اور اس میں ''**باب فساد التقليد**'' باندھا اور حافظ ابن حزم سے بطورِ تائید نقل کیا:

''**التقليد حرام**'' تقلید حرام ہے۔ (ص ۱۳۱)

سیوطی نے دوسری کتاب میں کہا: یہ کہنا واجب (فرض) ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے، اس انتساب پر وہ دوستی رکھے اور دشمنی رکھے تو یہ شخص بدعتی ہے، اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہے، چاہے (انتساب) اصول میں ہو یا فروع میں۔ (الکنز المدفون والفلک المشحون ص ۱۴۹، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۰۔۴۱)

۲: زیلعی حنفی (!) نے کہا: ''**فالمقلد ذهل والمقلد جهل**'' پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے۔ (نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۱۹)

۳: عینی حنفی (!) نے کہا: ''**فالمقلد ذهل والمقلد جهل و آفة كل شيءٍ من**

التقلید ''پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت تقلید کی وجہ سے ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ج۱ ص ۳۱۷)

۴: طحاوی حنفی (!) سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''وھل یقلّد إلا عصبي أو غبي''
تقلید تو صرف وہی کرتا ہے جو متعصب یا بے وقوف ہوتا ہے۔ (لسان المیزان ج۱ ص ۲۸۰)

۵: ابو حفص ابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ) نے کہا: '' و غالب ذلك إنما یقع (من) التقلید و نحن (براء منه) بحمد الله و منه. ''اور عام طور پر ایسی باتیں تقلید کی وجہ سے واقع ہو جاتی ہیں اور ہم اس (تقلید) سے بری ہیں، اللہ کی تعریف اور اس کے احسان کے ساتھ۔ (البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والآثار الواقعۃ فی الشرح الکبیر ج۱ ص ۲۹۳)

۶: ابو زید قاضی عبید اللہ الدبوسی (حنفی!) نے فرمایا:
تقلید کا ماحصل (خلاصہ) یہ ہے کہ مقلد اپنے آپ کو جانوروں چوپایوں کے ساتھ ملا دیتا ہے... اگر مقلد نے اپنے آپ کو جانور اس لئے بنالیا ہے کہ وہ عقل و شعور سے پیدل ہے تو اس کا (دماغی) علاج کرانا چاہیے۔

(تقویم الادلہ فی اصول الفقہ ص ۳۹۰، ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۲ ص ۱۶)

۷: الشیخ العالم الکبیر محمد فاخر بن محمد یحییٰ بن محمد امین العباسی السّلفی الٰہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ کتاب و سنت کے دلائل پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے تھے۔ (دیکھئے نزہۃ الخواطر ج۶ ص ۳۵۰ ت ۶۳۶)

انھوں (فاخر الٰہ آبادی رحمہ اللہ) نے فرمایا: جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے... تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے۔'' (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱۔۴۲، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۱)

عالم تو کتاب و سنت و اجماع اور آثار سلف صالحین سے اجتہاد کرے گا جبکہ جاہل کا اجتہاد یہ ہے کہ وہ صحیح العقیدہ عالم سے کتاب و سنت کے مسائل پوچھ کر اُن پر عمل کرے اور یہ تقلید نہیں ہے۔

۸: ابو بکر یا ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبداللہ العروف: ابن خواز منداذ البصری المالکی (متوفی چوتھی صدی ہجری کا آخر) نے فرمایا: ''التقليد معناه فى الشرع الرجوع إلى قول لا حجة لقائله عليه و ذلك ممنوع منه فى الشريعة و الإتباع ما ثبت عليه حجة ''شریعت میں تقلید کا معنی یہ ہے کہ ایسے قائل کے قول کی طرف رجوع کرنا جس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور ایسا کرنا شریعت میں ممنوع ہے، اور اتباع اسے کہتے ہیں جو دلیل سے ثابت ہو۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۲ ص ۲۳۱)

تنبیہ: اس قول کو حافظ ابن عبدالبر نے نقل کیا اور کوئی رد نہیں کیا لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ ابن خویز منداد کے شاذ اقوال میں سے نہیں ہے۔ نیز دیکھئے لسان المیزان (ج ۵ ص ۲۹۲)

۹: معاصرین میں سے یمن کے مشہور شیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ نے فرمایا: تقلید حرام ہے، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین میں (کسی کی) تقلید کرے۔ (تحفۃ المجیب علیٰ اسئلۃ الحاضر والغریب ص ۲۰۵، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۳)

۱۰: سعودی عرب کے چیف جسٹس شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: میں بحمد اللہ متعصب نہیں ہوں لیکن میں کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کرتا ہوں، میرے فتوؤں کی بنیاد قال اللہ اور قال الرسول پر ہے، حنابلہ یا دوسروں کی تقلید پر نہیں ہے۔

(الاقناع ص ۹۲، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۴۳)

۱۱: ابن الجوزی کی عدمِ تقلید کے لئے دیکھئے اُن کی کتاب: المشکل من حدیث الصحیحین (ج ۱ ص ۸۳۳) اور ماہنامہ الحدیث حضرو: ۴۳

بریلویوں کے پیر سلطان باہو نے کہا:

''کلید سراسر جمعیت ہے اور تقلید بے جمعیتی اور پریشانی بلکہ اہلِ تقلید جاہل اور حیوان سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔'' (توفیق الہدایت ص ۲۰ طبع پروگریسو بکس لاہور)

سلطان باہو نے مزید کہا: ''اہلِ توحید صاحبِ ہدایت، عنایت اور تحقیق ہوتے ہیں۔ اہلِ تقلید صاحبِ دنیا اہلِ شکایت اور مشرک ہوتے ہیں۔'' (توفیق الہدایت ص ۱۶۷)

ایک سو حوالوں میں ذکر کردہ علماء اور بعد کے مذکورین کے مقابلے میں دیوبندی اور بریلوی فرقوں کے علماء یہ کہتے ہیں کہ تقلید واجب ہے اور گذشتہ ادوار کے علماء مقلدین تھے۔!!!

ان آلِ تقلید کے چار حوالے اور آخر میں اُن کا ردپیشِ خدمت ہے:

۱۔ محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا: ''دوسرے یہ کہ میں مقلد امام ابوحنیفہ کا ہوں، اس لئے میرے مقابلہ میں آپ جو قول بھی بطور معارضہ پیش کریں وہ امام ہی کا ہونا چاہئے۔ یہ بات مجھ پر حجت نہوگی کہ شامی نے یہ لکھا ہے اور صاحب درمختار نے یہ فرمایا ہے، میں اُن کا مقلد نہیں ہوں۔'' (سوانح قاسمی ج ۲ ص ۲۲)

۲۔ محمود حسن دیوبندی نے ایک مسئلے کے بارے میں کہا:

حق وانصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر ہمارے امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ واللہ اعلم (تقریر ترمذی ص ۳۶، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۲۴)

۳۔ احمد رضا خان بریلوی نے ایک رسالہ لکھا: ''**أجلى الأعلام أن الفتوىٰ مطلقًا علىٰ قول الإمام**'' یعنی فتویٰ مطلقاً امام ابوحنیفہ کے قول پر ہی ہوگا۔!

تقلید کے بارے میں جھوٹ بولتے ہوئے اور دھوکا دیتے ہوئے احمد رضا خان بریلوی نے کہا: ''خاص مسئلہ تقلید میں ان کے مذہب پر گیارہ سو برس کے ائمۂ دین وعلمائے کاملین و اولیائے عارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین معاذ اللہ سب مشرکین قرار پاتے ہیں...''

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۸۷)

۴۔ احمد یار نعیمی بریلوی نے کہا: ''کہ ہمارے دلائل یہ روایات نہیں۔ ہماری اصل دلیل تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔'' (جاء الحق ج ۲ ص ۹۱ قنوت نازلہ دوسری فصل)

عرض ہے کہ گیارہ سو برس میں کسی ایک ثقہ وصحیح العقیدہ عالم سے آپ لوگوں کی مروّجہ تقلید کے وجوب یا جواز کا قولاً یا فعلاً کوئی ثبوت نہیں ہے۔ میری طرف سے تمام آلِ دیوبند اور آلِ بریلی کو چیلنج ہے کہ اس تحقیقی مضمون میں ذکر شدہ سو (۱۰۰) مستند حوالوں کے مقابلے میں خیر القرون کے صحیح العقیدہ سلف صالحین سے صرف دس (۱۰) حوالے پیش کر دیں جن

میں یہ لکھا ہوا ہو کہ مسلمانوں پر چاہے (علماء ہوں یا عوام) ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد) میں سے صرف ایک کی تقلید واجب ہے اور باقی تینوں کی حرام ہے، اور مقلد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے امام کا قول چھوڑ کر قرآن اور حدیث پر عمل کرے۔ اگر ہے تو حوالہ پیش کریں!

اور اگر ایسا کوئی ثبوت نہیں، اور ہرگز نہیں بلکہ میرے ذکر کردہ حوالوں نے اس خود ساختہ تقلیدی بُت کو ریزے ریزے کر کے ختم کر دیا ہے لہٰذا گیارہ سو سال کے علماء کا نام لے کر جھوٹا رعب نہ جمائیں۔ خیر القرون کے تمام سلف صالحین کا اجماع اور بعد کے جمہور سلف صالحین کا تقلید کی مخالفت اور رد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مسئلہ سلف صالحین کے بالکل خلاف ہے۔ اگر مروجہ تقلید کو واجب کہا جائے تو کتاب وسنت اور اجماع کی مخالفت کے ساتھ ساتھ چودہ سو سال کے سلف صالحین کی مخالفت اور رد لازم آتا ہے جو کہ اصلاً باطل ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

آخر میں تقلید نہ کرنے والے علماء کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب سے پیشِ خدمت ہیں:

تنبیہ: نام کے سامنے مضمون کا فقرہ نمبر لکھا ہوا ہے۔

ابراہیم بن خالد الکلبی (۱۷)
ابراہیم بن محمد بن الحارث (۷۱)
ابن ابی شیبہ (۷۴)
ابن القیم (۹۹)
ابن الملقن (۱۰۰/۵)
ابن المنذر (۱۱)
ابن باز (۱۰۰/۱۰)
ابن تیمیہ (۹۸)
ابن جریر طبری (۱۴)
ابن حزم (۲۸)
ابن خزیمہ (۲۰)
ابن خواز منداد (۱۰۰/۸)
ابن شاہین (۲۱)
ابن عبدالبر (۲۹)
ابن علیہ (۵۰)
ابن ماجہ (۲۵)
ابو النعمان (۸۶)
ابو الولید طیالسی (۴۵)

زہیر بن حرب (۶۹)	زیلعی (۱۰۰/۲)
سعید بن منصور (۷۶)	سلیمان بن اشعث: ابوداود (۲۲)
سلیمان بن حرب (۸۵)	سلیمان بن داود الہاشمی (۷۰)
سیوطی (۱۰۰/۱)	شافعی (۴)
ضحاک بن مخلد (۵۷)	طحاوی (۱۰۰/۴)
طلمنکی (۹۴)	عارم (۸۶)
عبدالرحمٰن بن مہدی (۳۲)	عبدالرزاق بن ہمام (۳۵)
عبدالصمد بن عبدالوارث (۵۲)	عبدالعزیز بن ابی حازم (۸۹)
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (۱۰۰/۱۰)	عبدالعظیم بن عبداللہ بن ابی الحجاج البلوی (۹۳)
عبداللہ بن المبارک (۴۱)	عبداللہ بن زبیر الحمیدی (۴۰)
عبداللہ بن مسعود (۱)	عبداللہ بن نمیر (۶۶)
عبداللہ بن وہب (۸)	عبدالملک بن عبدالعزیز بن ابی سلمہ الماجشون (۸۷)
عبدالملک بن عمرو: ابوعامر (۶۲)	عبدالوارث بن سعید (۵۱)
عبدالوہاب بن عبدالمجید (۶۳)	عثمان بن ابی شیبہ (۷۵)
عفان بن مسلم (۵۵)	عمر بن احمد بن عثمان (۲۱)
عینی (۱۰۰/۳)	غندر (۴۷)
فاخر الٰہ آبادی (۱۰۰/۷)	فریابی (۶۴)
فزاری (۷۱)	فضل بن دکین (۷۹)
قاسم بن سلام (۶۸)	قاسم بن محمد القرطبی (۱۰)
قاضی حسین مروزی (۹۶)	قتیبہ بن سعید (۷۷)
قطان: یحییٰ بن سعید (۳۱)	قفال مروزی (۹۵)
مالک بن انس (۳)	محمد بن ابراہیم بن المنذر (۱۱)

محمد بن ابی عدی (۴۶)
محمد بن اسحاق بن خزیمہ (۲۰)
محمد بن العلاء بن کریب (۸۳)
محمد بن المثنیٰ (۸۰)
محمد بن بشار (۸۱)
محمد بن جریر بن یزید (۱۴)
محمد بن جعفر: غندر (۴۷)
محمد بن داود الظاہری (۱۶)
محمد بن عبداللہ بن نمیر (۸۲)
محمد بن عیسیٰ الترمذی (۲۳)
محمد بن فضل السدوسی (۸۶)
محمد بن یحییٰ الذہلی (۷۳)
محمد بن یزید: ابن ماجہ (۲۵)
محمد بن یوسف الفریابی (۶۴)
مخلد بن الحسین (۷۲)
مزنی (۹۲)
مسدد بن مسرہد (۷۸)
مسلم بن ابراہیم الفراہیدی (۶۰)
مسلم بن الحجاج (۱۹)
مصعب بن عمران (۱۳)
مطرف بن عبداللہ الیساری (۹۰)
معاذ بن جبل (۲)
معتمر بن سلیمان التیمی (۵۸)
مغیرہ بن عبدالرحمٰن (۸۸)
مقبل بن ہادی الیمنی (۹/۱۰۰)
نسائی (۲۴)
نضر بن شمیل (۵۹)
وکیع بن الجراح (۳۶)
ولید بن مسلم (۳۹)
وہب بن جریر (۵۳)
وہیب بن خالد (۶۵)
یحییٰ بن آدم (۳۷)
یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ (۴۳)
یحییٰ بن سعید القطان (۳۱)
یحییٰ بن یحییٰ نیسابوری (۴۸)
یزید بن زریع (۴۹)
یعقوب بن یوسف المراکشی (۳۰)
یوسف بن یحییٰ البویطی (۹۱)

[۲۵/ مارچ ۲۰۱۰ء]

چند فوائد

۱: علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

" والذي يجب أن يقال : كل من انتسب إلى إمام غير رسول الله ﷺ يوالي على ذلك ويعادي عليه فهو مبتدع خارج عن السنة والجماعة سواء كان في الأصول أو الفروع"

یہ کہنا واجب (فرض) ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے، اسی (انتساب) پر وہ دوستی رکھے اور دشمنی رکھے تو یہ شخص بدعتی ہے، اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہے، چاہے یہ (انتساب) اصول میں ہو یا فروع میں۔

(الکنز المدفون والفلک المشحون ص:۱۴۹)

۲: امام الحکم بن عتیبہ رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۵ھ) فرماتے ہیں:

''لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ إِلَّا النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ '' نبی کریم ﷺ (فداہ ابی وامی وروحی) کے علاوہ اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کی بات لی اور چھوڑی نہ جا سکتی ہو۔ صرف آپ ﷺ ہی (ایسی با برکت اور پاکیزہ) شخصیت ہیں جن کی ہر بات لی جائے گی۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ۲/۹۱، دوسرا نسخہ ۲/۱۱۲، تیسرا نسخہ ۲/۱۸۱، واسنادہ حسن لذاتہ)

اہلِ حدیث کب سے ہیں اور دیوبندیہ و بریلویہ کا آغاز کب ہوا؟

سوال ہم لوگ یہ سنتے رہتے ہیں کہ اہلِ حدیث حضرات انگریزوں کے دور میں شروع ہوئے ہیں۔ پہلے ان لوگوں کا نام ونشان نہیں تھا۔ براہِ مہربانی پاک و ہند کے گزشتہ دور کے اہلِ حدیث علماء کے نام مختصر تعارف کے ساتھ تحریر فرمادیں۔ شکریہ

(محمد فیاض دامانوی، بریڈفورڈ انگلینڈ)

الجواب جس طرح عربی زبان میں ''أهل السنة'' کا مطلب ہے: سنت والے۔ اسی طرح اہل الحدیث کا مطلب ہے: حدیث والے۔

جس طرح سنت والوں سے مراد صحیح العقیدہ سُنی علماء اور اُن کے صحیح العقیدہ عوام ہیں، اسی طرح حدیث والوں سے مراد صحیح العقیدہ محدثین کرام اوران کے صحیح العقیدہ عوام ہیں۔

یاد رہے کہ اہلِ سنت اور اہلِ حدیث ایک ہی گروہ کے دو صفاتی نام ہیں۔

صحیح العقیدہ محدثین کرام کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً

۱: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

۲: تابعین عظام رحمہم اللہ

۳: تبع تابعین

۴: اتباع تبع تابعین

۵: حفاظِ حدیث

۶: راویانِ حدیث

۷: شارحینِ حدیث وغیرہم رحمہم اللہ

صحیح العقیدہ محدثین کے صحیح العقیدہ عوام کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً:

۱: بہت پڑھے لکھے لوگ

۲: درمیانہ پڑھے لکھے لوگ

۳: تھوڑا پڑھے لکھے لوگ

۴: ان پڑھ عوام

یہ کل (۷+۴) گروہ اہلِ حدیث کہلاتے ہیں اور ان کی اہم ترین نشانیاں درج ذیل ہیں:

۱: قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمت پر عمل کرنا۔

۲: قرآن وحدیث اور اجماع کے مقابلے میں کسی کی بات نہ ماننا۔

۳: تقلید نہ کرنا۔

۴: اللہ تعالیٰ کو سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ماننا۔ کما یلیق بشأنه

۵: ایمان کا مطلب دِلی یقین، زبانی قول اور جسمانی عمل ماننا۔

۶: ایمان کی کمی بیشی کا عقیدہ رکھنا۔

۷: کتاب وسنت کو سلف صالحین کے فہم پر سمجھنا اور اس کے مقابلے میں ہر شخص کی بات کو رد کر دینا۔

۸: تمام صحابہ، ثقہ وصدوق تابعین، تبع تابعین واتباع تبع تابعین اور تمام ثقہ وصدوق صحیح العقیدہ محدثین سے محبت کرنا۔ وغیر ذلک

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"صاحب الحديث عندنا من يستعمل الحديث" ہمارے نزدیک صاحبِ حدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرے۔ (الجامع للخطیب: ۱۸۶، وسندہ صحیح)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ونحن لا نعني بأهل الحديث المقتصرين علىٰ سماعه أو كتابته أو روايته بل نعني بهم: كل من كان أحق بحفظه ومعرفته وفهمه ظاهرًا وباطنًا. واتباعه باطنًا و ظاهرًا."

اور ہم اہلِ حدیث سے مراد صرف سامعینِ حدیث، کاتبینِ حدیث یا راویانِ حدیث

ہی نہیں لیتے بلکہ ہم اُن سے ہر وہ شخص مراد لیتے ہیں جو اسے کما حقہ یاد رکھتا ہے، ظاہری و باطنی معرفت وفہم رکھتا ہے، اور باطنی وظاہری اتباع کرتا ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۴/۹۵)

حافظ ابن تیمیہ کے مذکورہ قول سے بھی اہلِ حدیث (کثرھم اللہ) کی دو قسمیں ثابت ہیں:

۱: عاملین بالحدیث محدثین کرام

۲: حدیث پر عمل کرنے والے عوام

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مزید لکھا ہے:

اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ لوگوں میں سے فرقہ ناجیہ ہونے کا سب سے زیادہ مستحق اہل الحدیث والسنۃ ہیں، جن کا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی متبوع (امام) نہیں جس کے لئے وہ تعصب رکھتے ہوں۔ (مجموع فتاویٰ ۳/۳۴۷)

حافظ ابن کثیر نے بعض سلف (صالحین) سے نقل کیا ہے کہ ''**هذا أكبر شرف لأصحاب الحديث لأن إمامهم النبي** ﷺ'' یہ (آیت:۷۱، سورۃ بنی اسرائیل) اصحاب الحدیث کی سب سے بڑی فضیلت ہے، کیونکہ ان کے امام نبی ﷺ ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ۴/۱۶۴، الاسراء:۷۱)

سیوطی نے بھی لکھا ہے: ''**ليس لأهل الحديث منقبة أشرف من ذلك لأنه لا إمام لهم غيره** ﷺ'' اہلِ حدیث کے لئے اس سے زیادہ فضیلت والی کوئی بات نہیں، کیونکہ ان کا آپ ﷺ کے علاوہ دوسرا کوئی امام (متبوع) نہیں۔ (تدریب الراوی ۲/۱۲۶ نوع:۲۷)

امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور امام علی بن المدینی وغیرہم (رحمہم اللہ) نے اہل الحدیث کو طائفہ منصورہ قرار دیا ہے۔ (دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث للحاکم:۲ وصححہ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری ۱۳/۲۹۳ تحت ح ۷۳۱۱، مسالۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷، سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی ۹/۷۴ ح ۲۲۲۹)

امام بخاری و امام مسلم کے ثقہ استاذ امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا میں ایسا کوئی بدعتی نہیں جو اہل الحدیث سے بغض نہیں رکھتا۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴ وسندہ صحیح)

امام قتیبہ بن سعید الثقفی (متوفی ۲۴۰ھ بعمر ۹۰ سال) نے فرمایا: جب تُو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ

اہل الحدیث سے محبت کرتا ہے تو (سمجھ لے کہ) یہ شخص سنت پر ہے۔

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۱۴۳، وسندہ صحیح)

تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۱۶۱۔۱۷۴)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے: (امام) مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ اور بزار وغیرہم اہل الحدیث کے مذہب پر تھے، وہ علماء میں سے کسی متعین کے مقلد نہیں تھے... (مجموع فتاویٰ ۲۰/ ۴۰، تحقیقی مقالات ۱/ ۱۶۸)

عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ اہلِ حدیث سے مراد دو گروہ ہیں:

۱: صحیح العقیدہ اور تقلید نہ کرنے والے سلف صالحین و محدثین کرام

۲: سلف صالحین اور محدثین کرام کے صحیح العقیدہ اور تقلید نہ کرنے والے عوام

راقم الحروف نے اپنے ایک تحقیقی مضمون میں سو سے زیادہ علمائے اسلام کے حوالے پیش کئے ہیں، جو تقلید نہیں کرتے تھے اور ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام عبداللہ بن المبارک، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود السجستانی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام نسائی، امام ابوبکر بن ابی شیبہ، امام ابوداود الطیالسی، امام عبداللہ بن الزبیر الحمیدی، امام ابوعبید القاسم بن سلام، امام سعید بن منصور، امام بقی بن مخلد، امام مسدد، امام ابویعلیٰ الموصلی، امام ابن خزیمہ، امام ذہلی، امام اسحاق بن راہویہ، محدث بزار، محدث ابن المنذر، امام ابن جریر الطبری اور امام سلطان یعقوب بن یوسف المراکشی المجاہد وغیرہم۔ رحمہم اللہ اجمعین

یہ سب اہلِ حدیث علماء صدیوں پہلے رُوئے زمین پر گزر چکے ہیں۔

ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی نے شام، جزیرہ، آذربائیجان اور باب الابواب وغیرہ کی سرحدوں پر رہنے والوں کے بارے میں فرمایا:

وہ تمام اہلِ سنت میں سے اہلِ حدیث کے مذہب پر ہیں۔ (اصول الدین ص ۳۱۷)

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن البناء البشاری المقدسی (متوفی ۳۸۰ھ) نے ملتان کے بارے میں

فرمایا: ''مذاهبهم :أكثرهم أصحاب حديث ...''

ان کے مذاہب: ان میں اکثریت اہلِ حدیث ہے۔ (احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم ص ۳۶۳)

فرقۂ دیوبندیہ کا آغاز ۱۸۶۷ء میں مدرسۂ دیوبند کی ابتدا کے ساتھ ہوا اور فرقۂ بریلویہ کے بانی احمد رضا خان بریلوی جون ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔

۱: فرقۂ دیوبندیہ اور فرقۂ بریلویہ دونوں کی پیدائش سے بہت پہلے شیخ محمد فاخر بن محمد یحییٰ بن محمد امین العباسی السّلفی الٰہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۱ء) تقلید نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کتاب وسنت کے دلائل پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے تھے۔

(دیکھئے نزہۃ الخواطر ۶/ ۳۵۱ ت ۶/ ۳۵۱، تحقیقی مقالات ۲/ ۵۸)

۲: شیخ محمد حیات بن ابراہیم السندھی المدنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۳ھ ۱۷۵۰ء) تقلید نہیں کرتے تھے اور عمل بالحدیث کے قائل تھے۔

ماسٹر امین اوکاڑوی نے محمد حیات سندھی، محمد فاخر الٰہ آبادی اور مبارکپوری تینوں کے بارے میں لکھا ہے: ''ان تین غیر مقلدوں کے علاوہ کسی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی نے اسکو سہو کاتب بھی نہیں کہا۔'' (تجلیاتِ صفدر ۲/ ۲۴۳، نیز دیکھئے تجلیاتِ صفدر ۵/ ۳۵۵)

۳: ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندھی الکبیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴۱ھ بمطابق ۱۷۲۹ء) کے بارے میں امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''حالانکہ یہ ابوالحسن سندھی غیر مقلد تھا...''

(تجلیاتِ صفدر ۶/ ۴۴)

یہ سب حوالے ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے سے بہت پہلے کے ہیں، لہٰذا آپ نے جن لوگوں سے یہ سنا ہے کہ ''اہلِ حدیث حضرات انگریزوں کے دور میں شروع ہوئے ہیں پہلے ان لوگوں کا نام ونشان نہیں تھا'' بالکل جھوٹ اور افتراء ہے۔

رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہوگئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔ اس زمانے سے لیکر آج تک انہی

پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔'' (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶)

اس عبارت میں لدھیانوی صاحب نے اہلِ حدیث کا قدیم ہونا، انگریزوں کے دور سے بہت پہلے ہونا اور اہلِ حق ہونا تسلیم کیا ہے۔

حاجی امداد اللہ مکی کے ''خلیفۂ مجاز'' محمد انوار اللہ فاروقی ''فضیلت جنگ'' نے لکھا ہے:

''حالانکہ اہل حدیث کل صحابہ تھے''

(حقیقۃ الفقہ حصہ دوم ص ۲۲۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''اہل حدیث تو تمام صحابہ تھے''

(اجتہاد اور تقلید کی بےمثال تحقیق ص ۴۸)

میری طرف سے تمام آلِ دیوبند اور تمام آلِ بریلی سے سوال ہے کہ انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی (یعنی ہندوستان پر انگریزی قبضے کے دور) سے پہلے کیا دیوبندی مسلک یا بریلوی مسلک کا آدمی موجود تھا؟ اگر تھا تو صحیح اور صریح صرف ایک حوالہ پیش کریں اور اگر نہیں تھا تو ثابت ہو گیا کہ بریلوی مذہب اور دیوبندی مذہب دونوں، ہندوستان پر انگریزی قبضے کے بعد کی پیداوار ہیں۔ وما علینا إلا البلاغ (۱۴/فروری ۲۰۱۲ء)

اطراف الآیات والاحادیث والآثار

اسماء الرجال

اشاریہ

رفع الیدین پر علمی و تحقیقی کتاب

نور العینین
فی اثبات
رفع الیدین

عند الرکوع وبعدہ فی الصلوٰۃ

تالیف
حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

سُنن ابنِ ماجہ

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ القزوینی رحمہ اللہ
المتوفی ۲۷۳ھ

ترجمہ
پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

تحقیق
علامہ ناصر الدین البانی

نظرثانی
شیخ الحدیث ابو محمد عبدالستار الحماد

مراجعت
حافظ زبیر علی زئی

تخریج تنقیح و تصحیح
حافظ ندیم ظہیر

تصدیر
حافظ صلاح الدین یوسف

مکتبہ اسلامیہ

تفسیر ابن کثیر

امام المفسرین حافظ عماد الدین

ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ

المتوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ

امام العصر مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ

تخریج: کامران طاہر

تحقیق ونظر ثانی: حافظ زبیر علی زئی

تقریظ: ابو الحسن مبشر احمد ربانی، حافظ صلاح الدین یوسف

☆ تمام آیات قرآنیہ، احادیث کریمہ کی مکمل تخریج وتحقیق کا اہتمام

☆ خوبصورت سرورق، معیاری طباعت، بہترین کاغذ، مناسب قیمت

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

۸ جلد میں
تخریج شدہ اڈیشن

صحیح بخاری

أمیر المؤمنین فی الحدیث
ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری

ترجمہ وتشریح
مولانا محمد داؤد راز

تقدیم ونظر ثانی
شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

مقدمہ
حافظ زبیر علی زئی

تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

- اردو زبان میں پہلی دفعہ مکمل تخریج کا اہتمام
- مختلف نسخوں سے تقابل کے بعد نسخہ ہندیہ کے مطابق تصحیح کا اہتمام
- خوبصورت طباعت، دیدہ زیب سرورق، خوبصورت وصاف لکھائی اور اعلیٰ طباعتی معیار کے ساتھ دو مختلف اڈیشن میں دستیاب ہے

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042-37244973
بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔پاکستان فون:041-2631204, 2034256
E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اہلِ حدیث
ایک صفاتی نام